رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

شرح قیمت ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

۱- عوام سے (اصہ)
۲- خواص سے (عہ)
۳- ہندوستان سے باہر (لعہ)
۴- غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے (لعہ)

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

تاریخہائے اشاعت: ۷-۱۴-۲۱-۲۸

الحکم

ایڈیٹر- شیخ یعقوب علی (تراب) احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

نمبر ۳ | قادیان دارالامان ۲۱ جنوری ۱۹۰۹ء مطابق ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۳

ترجمۃ القرآن

اے بیخبر بخدمت قرآن کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ بر آید کہ فلاں نماند

قرآن مجید کے مطالب اور معانی کو آسان طور پر سمجھانے کے لئے یہ ترجمۃ القرآن کا سلسلہ جاری کیا ہے- اور یہ التزام کیا گیا ہے- کہ ہر مہینے کم از کم ایک پارہ ضرور شائع ہو جاوے- متن کے نیچے سلیس اردو ترجمہ دیا ہے اور ترجمہ ایسا معنی خیز ہے- کہ معمولی اردو خوان بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے- حاشیہ میں تفسیری نوٹ ہیں- جن سے قرآن مجید کی عظمت اور دلائل نبوت کو پیش کرنا مقصود رکھا گیا ہے- حقائق و معارف قرآنی کو ایسے طور پر بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے- کہ موجودہ زمانہ کے فلسفی اور سائنس دان بھی مزا اٹھائیں ترجمہ اور نوٹوں میں حضرت خلیفۃ المسیح کے درس قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف کو مد نظر رکھا گیا ہے اس وقت تین پارے شائع ہو چکے ہیں قیمت ہر سہ تین روپیہ-

تصوّف کا خزانہ معرفت اور حقائق کا گنجینہ

یعنی

مکتوبات احمدیہ جلد اوّل

حضرت حجۃ اللہ جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ۲۶ چھبیس سال پیشتر کے عجیب و غریب مکتوبات کا مجموعہ جو نہایت محنت اور کوشش سے جمع کر کے چھاپے گئے ہیں یہ مکتوبات بڑے بڑے عظیم الشان مسائل تصوّف کا حل اپنے اندر رکھتے ہیں- اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک سیرت کے اسرار کے آئینہ ہیں میں دعویٰ سے کہتا ہوں- کہ کوئی ان کو پڑھے- اور گرویدہ نہ ہو جائے یہ مجموعہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے- اور موتیوں کے برابر تولنے میں بھی سستا ہے- بایں قیمت صرف ۸ر فی جلد-

دوسری جلد میں حضرت خلیفۃ المسیح کے نام کے مکتوبات طبع ہوں گے- اور بحمد للہ میرے پاس وہ سامان جمع ہے-

درخواستیں یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم کے نام آنی چاہئیں

لیکن اب ارادہ ہے کہ اس کے متعلق متواتر تحریک اور مناسب کارروائی ہو۔ کیونکہ موجودہ طریق مناظرہ کی اصلاح کا سوال بھی میرے دل میں جوش زن ہے۔ اور یہ سوال میری اپنی کسی خواہش کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ خود ہمارے سید و مولا امام علیہ السلام نے اس ضرورت کو محسوس کیا تھا۔ اور اس کے لئے کچھ کاروائی بھی کی۔ اب اس کی تکمیل ہمارا فرض ہے۔ اس لئے میں اس سوال کو بار بار مذہبی دنیا کے سامنے رکھنے کی کوشش کروں گا۔

گر نباشد بدوست راہ بردن
شرط عشق است در طلب مردن

مسلمانوں کے مشاغل

مسلمانوں کی حالت بہت ہی قابل رحم ہے۔ اور جس پہلو سے دیکھیں۔ تعجب ہی ہوتا ہے۔ اور یہی ثبوت ہے اس امر کا کہ اس زمانہ میں ان کی اصلاح کا کوئی خاص انتظام خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونا چاہئے۔ احمد نگر کے مسلمانوں نے پچھلے ہفتہ حضرت شاہ محی الدین اورنگزیب کی ۲۰۰ ویں سالگرہ دہوم دھام سے منائی۔ یہ برمحل جواب ہے سیواجی کی برسی کا۔ ایسی برسیوں کا منانا میں نہیں سمجھتا۔ ہندو مسلمانوں کے لئے کوئی مفید نتیجہ پیدا کر سکے۔ بلکہ ان کے درمیان عداوت کو بڑھائے گا۔

اس سے بہتر تھا۔ کہ یہ روپیہ جو ایسے کاموں کے لئے خرچ کیا جاتا ہے۔ کیوں انہیں مفید کاموں میں خرچ کرنے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ یہ بھلائی کے لچھن نہیں۔ خدا مسلمانوں کی حالت پر رحم کرے۔ آمین!

حق بر زبان جاری

صداقت اپنا اثر پیدا کئے بغیر نہیں رہتی۔ مگر دنیا کی حالت عجیب ہے وہ جس سے دشمنی کرتی ہے۔ اس کی سچی اور معقول بات کو بھی رد کر دیتی ہے۔ اسی ناقدری اور ناشکری نے ایک مخلوق کو قبول حق سے محروم رکھا ہے۔ اور فائدہ کے بجائے نقصان پہونچایا ہے دنیا پر جس قسم کی آفتیں آ رہی ہیں۔ وہ بہت بڑی عبرت پیدا کر سکتی ہیں۔ مگر ہم ہیں۔ کہ پرواہ نہیں کرتے۔ مختلف اوقات میں زلزلوں۔ طاعون اور دوسری وباؤں کے وقت جب متنبہ کیا جاتا ہے۔ کہ یہ فسق و فجور کا نتیجہ ہے۔ تو نادانوں نے جھٹ کہدیا۔ کہ پھر فلاں جگہ اور فلاں مقام پر کیوں آفت نہیں آتی۔ مگر اب یہ حس پیدا ہونے لگی ہے۔ معزز ہمعصر صدائے ہند اگئی کے زلزلہ پر لکھتا ہوا کہتا ہے:۔

"جب کسی جگہ فسق و فجور زنا و نافرمانی بڑھ جاتی ہے۔ تو پھر وہاں کا ایسا ہی خوفناک حشر ہوا کرتا ہے۔ آنا فانا ایسی تباہی جو گمان میں بھی نہیں آ سکتی۔ قہر الٰہی ہے۔ جس سے بچنے کے لئے لوگوں کو خدا کی وحدانیت کی طرف متوجہ ہونے کے علاوہ اپنے اعمال کی درستگی بھی ضروری و لازمی ہے۔"

فی الحقیقت عذاب الٰہی کے آنے کا یہی راز اور فلسفہ ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔ کہ ہم سیئات اور اس کی نارضامندی کی راہوں سے بچیں۔ اور اس طرح پر اس کے عذاب اور گرفت سے محفوظ رہیں۔ آمین!

قابل تقلید فیاضی

لوکو آفس لاہور کے ایک سابق ہیڈ کلرک کی بیوہ مالن دیوی نام نے حال میں انتقال کیا ہے۔ اور اس نے ۲۸ ہزار کی جائیداد دیانند کالج لاہور اور گروکل اور لاہور کے کئی ہندو زنانہ سکولوں اور یتیم خانوں کے لئے وقف کر دی ہے۔ بے شک یہ بہت ہی قابل قدر کام ہے۔ بہت تھوڑے زن و مرد ہیں۔ جو اپنے روپیہ کے بہترین مصرف کو سمجھتے ہیں۔

مسلمانوں کے علوم و فنون

عیسائیت اور اسلام کے مقابلہ کرنے کے وقت شیخ محمد عبدہ مصری نامور ریفارمر نے مسلمانوں کے گذشتہ کے اصول ترقی کو ظاہر کر کے محاکمہ کیا ہے۔ کہ جب عمرؓ بن عاص نے مصر کو فتح کیا۔ تو رسول خدا کی وفات کو چھ برس اور ایک روایت میں نو برس گزرے تھے۔ مصر میں اس زمانہ میں یعقوبی فرقہ کے عیسائیوں میں سے ایک یوحنا نحوی کے نام سے مشہور تھا۔ جو پہلے ملاح تھا۔ مگر شوق علم نے اس کو یکایک اپنا پیشہ چھوڑ دینے پر مجبور کیا۔ اس نے چالیس سال کی عمر میں علم کی تحصیل شروع کی۔ اور اپنے زمانہ کے نامور فلسفیوں میں منطقیوں اور نجومیوں میں شمار ہونے لگا۔ جب عمرؓ بن عاص نے اس کی شہرت سنی۔ تو اس کو اپنے پاس بلایا دونوں میں بہت گہری محبت ہو گئی۔ چنانچہ یورپ کا ایک فلسفی انشا پرداز لکھتا ہے۔ کہ عمرؓ بن فاتح مصر اور یوحنا نحوی میں جو محبت آمیز تعلق تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ عربوں کی عقل بلند خیالات اور آزادگی کے قبول کرنے میں کہاں تک ترقی کر سکتی ہے۔ مسلمانان ایران اور شام اور عراق کے باشندوں کے ساتھ فوراً شیر و شکر ہو گئے۔ اور ان کو اپنی حکومتوں کے کاموں میں شریک کر لیا۔ مذہب اسلام نے غیر مذہب والوں کو اس بات سے نہیں روکا۔ کہ وہ مسلمانوں کی حکومت کے کاموں میں شریک نہ ہوں۔ ملک شام میں مسلمانوں کے تمام دفاتر رومی زبان میں تھے۔ اور ایک عرصہ تک وہ رومی زبان میں ہی رہے۔ اس کے بعد وہ عربی زبان میں بدل دیئے گئے۔ پھر اسلام کی رواداری نے مسلمانوں کو بہت جلد مختلف علوم و فنون کے سیکھنے پر آمادہ کر دیا۔ (اودھ)

قیمتی نکتے

رائے خواہ کسی کی مخالفت میں ہی ہو۔ خواہ موافقت میں اس کا اظہار مودبانہ طور پر ہونا چاہئے۔

اختلاف رائے سے مفید نتائج نکلتے ہیں۔ بشرطیکہ اصلاح کی غرض سے ہو۔

کسی پر ذاتی حملہ کرنا یا کسی کی توہین کرنا یا کسی پر ہنسی اڑانا ہرگز مناسب نہیں۔

اختلاف رائے ایسے معقول دلائل کے ساتھ کرو۔ کہ جس سے سننے والوں کے دلوں پر اثر ہو۔

سب سے اعلیٰ اور فائدہ مند مطالعہ یہ ہے۔ کہ ہم اپنے آپ کو غور کر کے اپنی سچی پہچان حاصل کریں۔ اعلیٰ دانائی اور کمالیت یہ ہے کہ اوروں سے بجائے اپنی عزت چاہنے کے اوروں کو ادب و عزت کی

جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کا لیکچر

برادران۔ سب سے پہلے ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ جس نے کہ اپنے فضل سے ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق بخشی اور پھر ضروری ہے۔ کہ اُس پاک انسان فداہ و ابی و امی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء کا شکریہ ادا کریں۔ جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم جیسی ہدایت بھیجی۔ اور وہ روشن چراغ جس سے ہم نے اللہ تعالیٰ کو پا سکتے ہیں۔ مابعد ہزار ہزار شکر ہم پر واجب ہے۔ اس پاک انسان مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا۔ جس نے کہ ہم کو اس روشن چراغ کی طرف بُلایا۔ اور اللہ تعالیٰ اور آپ کے رسول کی معرفت بخشی۔ بعد میں ہمیں واجب ہے۔ کہ ہم سب اس گورنمنٹ کا شکریہ ادا کریں۔ کہ جس کے زیر سایہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور جو کہ ہمارے لئے ہر طرح کے آرام اور چین کے مہیا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اور جس نے کہ ہمیں مذہبی آزادی۔ تاکہ ہم اپنے سچے مذہب کو دُنیا کے آگے بغیر کسی روکاوٹ کے پیش کریں۔ امابعد

عرض ہے۔ کہ عام لیکچروں اور خطبوں میں سُنا جاتا ہے اور بہت سے گزشتہ اہل الرائے مسلمانوں کا بھی اس پر صواد ہے۔ کہ آیت

واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم

سے مراد وہ گروہ ہے جو کہ مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت ہے اور ہم میں سے ہر ایک احمدی کا یہ پورا ایمان ہے۔ کہ یہ لقب اسی گروہ کو عطا کیا گیا ہے۔ اور کہ اسی جماعت کے ذریعہ اسلام کی روشنی پھر از سر نو دُنیا میں پھیلے گی اور اس میں کوئی کلام نہیں۔ کہ جب مہدی علیہ الرحمۃ بروز حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ تو پھر اس کی جماعت ضرور بروز صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہونی چاہیئے مگر جب میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات کو دیکھتا ہوں اور اسلام کے آغاز کی تاریخ کو پڑھتا ہوں۔ تو پایا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے دین اللہ کی خاطر اور اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر جو کہ ہر ایک چیز اور رشتہ سے انسان کو عزیز ہونا چاہیئے۔ کیونکہ انسان پیدا ہی اسی مطلب کے لئے کیا گیا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ اپنی پاک کلام قرآن شریف میں فرماتا ہے۔

ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

اپنے مالوں کو قربان کیا۔ اپنے ملک عزیز کو چھوڑا۔ عزیز و اقرباء اور رشتہ داروں سے مفارقت قبول کی اور اپنی عورتوں اور بچوں سے علیحدہ ہو گئے۔ اور پھر یہاں تک صبر و استقلال کا نمونہ دکھلایا۔ کہ اپنی پیاری جان کو بھی خوشی سے اس راستہ میں اللہ اکبر ہی کا نعرہ بلند کرتے ہوئے دیدیا۔ اور اپنے جوان بچوں کو بھی اس راستہ میں شہید ہوتے دیکھکر باغ باغ ہوگئے۔ وہ کیوں؟ اس لئے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے جلال کو دیکھ لیا۔ اور اُس کے پاک اوصاف کو محسوس کر لیا۔ اور اُس ورا الورا ہستی کا یقین اُن کے دلوں میں حق الیقین کے درجہ انتہائی تک پہونچ گیا۔ وہ ہر ایک چیز کیا بچوں اور کیا بیویوں اور کیا اپنی سمجھ اور عقل اور زور بازو کو اُسی کی داد سمجھتے تھے۔ اور ایک دم کیلئے بھی اپنا یقین نہ کرتے تھے۔ وہ اپنی فلاح اور کامیابی جس کے حصول کی خواہش ہر ایک انسان کے دل میں پائی جاتی ہے۔ اسی میں دیکھتے تھے۔ کہ وہ اس مالک حقیقی کی رضا حاصل کریں۔ جس کے اختیار میں کہ ان کا ہر ایک ذرہ ہے۔ وہ اصل بہشتی اور اطمینان یافتہ زندگی حاصل کرنے کی خاطر سارے کے سارے اپنے مولیٰ کی راہ میں خرچ ہوگئے۔ اُنہوں نے گرمی کی لُوؤں کو خوشی سے قبول کیا۔ اور جلتے ہوئے بیابانوں اور ریگستان میں اللہ اکبر کے نعرے ان کی پیاس بجھانے کے لئے برفانی شربت اور لیمونیڈ کا کام دیتے رہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اُنہوں نے کروڑ ہا دل اپنے جیسے پیدا کر لئے جو کہ دُنیا کی بے ثباتی کو سمجھ گئے۔ اور اصل کامیابی اور راحت کی کُنجی کو پا گئے۔ اور اُنہیں جیسی روح سے کر دُنیا کی ہمدردی کے لئے کام کرنے لگ گئے۔ اور دُنیا کو اسلام کی برکات سے ایک بہت تھوڑے عرصہ میں جو کہ پچاس سال سے بھی کم تھا۔ مستفیض کر دیا۔ اگرچہ سفلی دُنیا کا محدود نظر رکھنے والے عقلمند اور فلاسفر اُن کو ایسا کرتے ہوئے دیکھ پاگل اور مجنون اور بیحس مینا ٹک کہتے تھے۔ مگر ان سے زیادہ دور اندیش اور عقلمند دُنیا میں کوئی ثابت نہ ہوا اور بموجب وعدہ الٰہی قد افلح المؤمنون۔ وہ اصل فلاح کے وارث ٹھہرے۔ اور اُن کا نام آج تک عزت سے پاک جگہوں میں لیا جاتا ہے۔ اُن کو اس فانی زندگی کے بدلے ایک ابدالاباد تک کی بہشتی زندگی مل گئی۔ اُن کا زندہ نام ثابت کرتا ہے۔ کہ وہ مرے نہیں بلکہ زندہ ہیں۔

بہت سوں نے اُن میں سے اپنی دُنیاوی زندگی میں ہی ان مالوں۔ اولادوں اور بیویوں سے جو کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں دی تھیں۔ ہزارہا گنا پا لیا۔ اور کئی اُن میں سے وصال سے پہلے بادشاہ وقت تھے۔

غرض ایک سوچنے والا دل سوچے اور غور کرے کہ کیا اُنہوں نے اس طرح بے تحاشہ اپنی عزیز چیزوں کو لُٹا کر کوئی نادانی کی حرکت کی۔ ہرگز نہیں۔ انہوں نے وہ حرکت کی جس کی خواہش کہ بعد میں ہر ایک مسلمان دل کرتا ہے۔ مگر چونکہ وہ ایمان اور تقوی نہیں رہا۔ اس لئے اس کو کامیابی نصیب نہیں ہوتی۔ اور وہ ایسا کرنے کی توفیق نہیں پاتا۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف تیس پینتیس سال کے عرصہ میں سارے عرب۔ شام ایک حصہ افریقہ اور یورپ کو اسلام پہونچا دیا تھا۔ اور اُس تہذیب اور روشنی کو جو کہ اُن کی ترقی کا باعث ہوئی۔ بنی نوع انسان میں قائم کر دیا تھا۔

غرض جب میں اس اسوہ حسنہ کو دیکھتا ہوں۔ تو اگرچہ بہت سی باتیں اُس پاک جماعت سے ان کی ملتی نظر آتی ہیں۔ مگر یہ کہ آیا ہماری جماعت عین نمونہ صحابہ کرام رض بن گئی ہے اس حالت میں کہ ابھی اس جماعت کا آغاز ہی ہے۔ نہیں کہہ سکتا۔

میں دیکھتا ہوں۔ کہ ہمارے حضرت حاجی حرمین شریفین حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا پورا پورا نمونہ دکھایا۔ اور سب کچھ دُنیا کا چھوڑ کر ہمارے سامنے اُس زمانہ میں جبکہ دُنیا اسباب پرستی میں ایسی گرفتار ہے۔ کہ آجکل کے شرک کا بُت ہی یہی اسباب کہنے چاہئیں۔ گھر سے بے گھر ہو کر اللہ کی خاطر اور اس کی رضا جوئی کے لئے قادیان میں آئے۔ مگر کیا انہوں نے ایسا کرنے میں غلطی کی۔ اور اپنے عیال و اطفال و عزیز و اقرباء کی حقوق کی

نگہبانی نہ کی۔ اور کیا اُن کو اس اللہ تعالیٰ کی خاطر قربانی کرنے کی وجہ سے کوئی ندامت اُٹھانی پڑی؟ ہر ایک کیا احمدی اور کیا غیر احمدی بھی کہے گا۔ کہ ہرگز نہیں۔ وہ اس قربانی کے بدلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقت کے امام بن گئے۔ اور اُن وعدوں کو جو اُس کی جماعت کی نسبت حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ نے کئے ہوئے ہیں۔ اُنہوں نے اپنی زندگی میں پورا ہوتے دیکھ لیا۔ وہ منعم الیہ گروہ میں سے ہو گئے۔ اور ابدی زندگی کے وارث بن گئے۔ اور دنیاوی عزت اور وجاہت کے لحاظ سے ایک دنیادار نظر میں بھی اُن سے زیادہ کوئی کامیاب نہیں ہوا۔

پھر حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب مرحوم و مغفور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھو۔ کہ کس طرح اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کی محبت میں ایک مسلمان کہلانے والے بادشاہ کے ہاتھ میں جان دیدی۔ مگر حق کو جس کا جلوہ اُن پر ہو چکا تھا نہ چھوڑا۔ کیا اُن کی اولاد اور بیویاں نہ تھیں۔ اور وہ سب سے زیادہ حق العباد کی نگاہ رکھنے والے نہ تھے۔ مگر اس دین کو دُنیا پر مقدم رکھنے والے نے حق اللہ کو سب سے مقدم یقین جانا۔ اور اپنے پیارے محبوب کے جلال کو ظاہر کرنے کی خاطر کسی کی پرواہ نہ کی۔ اور اپنی جانِ عزیز کو دیدیا۔ اور ابدالآباد تک شہید کے لقب کو حاصل کیا اور یقین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو ذرہ ذرہ کا مالک ہے۔ اپنی سنت قدیمہ کے موافق ضرور اُن کے پسماندگان کو صبر عطا فرمایا ہوگا۔ جیسے کہ وہ اس مفارقت کو محسوس نہ کرتے ہوں گے۔ اور یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس دُنیا ہی میں بڑے بڑے درجات نصیب کریگا۔ اور دیکھو۔ وہ جانِ عزیز جو کہ ایک دم بھی کسی کے ساتھ وفا نہیں کرتی۔ اور ہر دم اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔ وہ اس طرح پر دے کر ایک ایسا حج ہو گئے ہیں کہ ہمیشہ تک لوگ ان پر درود اور سلام بھیجتے رہیں گے۔ اور ان کا نام نامی صفحۂ روزگار میں یاد رہیگا۔ غرض سوچیں۔ کہ اُنہوں نے کیا کھویا اور کیا پایا۔ پھر میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے پیارے دلربا واعظ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے ایک بڑی بھاری قربانی کی۔ اور اپنی اس چند روزہ زندگی کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر کے ہمیشہ کے لئے زندہ ہو گئے اور اللہ تعالیٰ سے لیڈر کا خطاب پایا۔ اسی طرح ہمارے پیارے نوجوان بھائی مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے نے ایک بڑی لاثانی قربانی کی۔ اور جوانی کی ساری امنگوں کو اس ہونہار انسان نے اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑ دیا۔ اور قلمی جہاد شروع کیا جس کی کہ اسلام کے پھیلانے کے لئے آجکل کے زمانہ میں سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ اور اب تک بڑے زور سے نبھا رہا ہے۔

اور ایسے ہی اور بہت سے دوست ہیں۔ جنہوں نے قابل قدر قربانیاں کر کے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ اُن کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسی محبت ہے۔ کہ کوئی دُنیاوی خواہش اس پر غلبہ نہیں پا سکتی اور کہ وہ سچے مسلمان ہیں۔ مگر اُن سب کا ذکر ہی مضمون کی طوالت کا باعث ہوگا۔ اس لئے بیان نہیں کیا جاتا۔

اب ان اصحاب کے ذکر سے یہ تو پایا جاتا ہے۔ کہ یہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے رنگ میں رنگین ہیں اور اُن کا بروز کہلا سکتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ:۔

(۱) کیا ان اصحاب کے ایسے عمل کی وجہ سے ہماری نجات پر کچھ اثر پڑ سکتا ہے۔ اور

(۲) کہ کیا یہ (مذکورہ بالا) چند اصحاب صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی طرح تیس پینتیس سال کے عرصہ میں ایسے پُر فتن زمانہ میں اسلام کو ساری دنیا میں پہونچا سکیں گے اور ان گندگیوں اور آلائشوں سے جو کہ زمانہ کے اثر سے اور اُن دنیا پرست لوگوں کے ذریعہ اسلام پر لگ چکی ہوئی ہیں صاف کر کے اس کے نورانی چہرہ کو دُنیا میں پیش کر سکیں گے۔

یہ دو سوالات ہیں۔ جن کا جواب دینا ساری جماعت کا فرض ہے۔ ان میں سے اوّل الذکر کا تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرما کر واتقوا یوما لا تجزی نفس عن نفس شیئا (اس دن سے ڈرو کہ ایک جان دوسرے کے کام نہ آوے گی) اور لا تزر وازرۃ وزر اخری (یعنی کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا) خود جواب دیدیا ہوا ہے۔ اور اس لئے ہم سب کو اپنی اپنی جگہ واجب ہے۔ کہ اگر ہم اپنے آپ کو ان انعامات سے بہرہ ور کرنا چاہتے ہیں جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ پر ہوئے۔ تو ہم پر واجب ہے کہ ہم بھی ویسی ہی قربانی کریں۔ کیونکہ جب تک ہم بموجب حکم الٰہی یا ایہا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم سارے کے سارے فرمانبردار اور ایک مجسم فرمانبرداری کا بت نہ بن جاویں گے ہم اُن پوری نعمتوں کے وارث نہیں ٹھہر سکتے۔ جو کہ اس پاک جماعت پر ہوئیں۔

دوسرے سوال کی نسبت جہاں تک میں نے غور کیا ہے میں دیکھتا ہوں۔ کہ بڑی بھاری مشکل ہمارے درپیش ہے جو کہ معدودے چند انسانوں کی قربانیوں کو نہیں چاہتا۔ بلکہ ایک متفقہ ساری جماعت کی کوشش طلب کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس تاریکی کے زمانے میں اپنے رسول کے ذریعہ ہم پر اپنا جلوہ ظاہر فرما کر کھلے کھلے نشانوں سے اپنی ہستی کو ثابت کر دیا ہے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا سچا خاتم النبیین منوا دیا ہے۔ اور ہم سب پر بپایہ یقین ثابت ہو گیا ہے۔ کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا پاک کلام ہے۔ اور عین فطرت انسانی کے مطابق ہے۔ جس پر چل کر انسان اصلی سچی خوشی اور راحت کو حاصل کر سکتا ہے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر وہ حجت قایم کر دی ہے۔ اور وہ سب اسباب مہیا کر دیئے ہیں جو کہ ہمارے جیسے ہی انسان عرب کے رہنے والے انسان پر آج سے ۱۳۰۰ سال پہلے کئے تھے۔ اب ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم بھی اُن کا پورا پورا نمونہ دکھاویں۔ اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا۔ کیونکہ بموجب آیت انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ اس زمانہ میں جبکہ اسلام کی دینی اور دنیوی حالت ایسی گر گئی تھی۔ کہ ظاہر بین نظر کو اس کی کوئی کامیابی اور آشتی کی صورت نظر نہیں آتی اور جبکہ کیا غیروں کے اور کیا دُنیا پرست اسلام کے مدبروں نے اس کا جنازہ پڑھ کر عام مسلمانوں کو اسلام کی آیندہ برکات سے مایوس کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنا کوئی ہاتھ دکھاتا۔

سو اے پیارے بھائیو! اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ دکھایا اور ایک ایسی جماعت کی بنیاد رکھی۔ جس نے کہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ناممکن کو ممکن کر کے دکھا دیا تھا اور تاریخ اس امر کی گواہ ہے۔ سو اللہ تعالیٰ نے اپنی حجت قائم کر دی ہے۔ اور ضرور ہے۔ کہ اس کے وہی نتائج مترتب ہوں۔ جو پہلے ہوئے تھے۔

مگر خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو کہ اس میں حصہ لیں۔ اور آیت آخرین منہم کے مصداق ٹھہریں اور منعم علیہ گروہ میں سے ہو جاویں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ اگر ہم بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضل کیا ہے۔ صحابہ کرام کے اسوہ حسنہ پر قدم نہ ماریں گے۔ تو ہم ضرور بر ضرور اللہ تعالیٰ کے گنہگار ٹھہریں گے اور ہم سے زیادہ خائب اور خاسر دنیا میں اور کوئی قوم نہ ہوگی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک کتاب میں فرمایا ہے یا ایھا الذین امنوا ما لکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض أرضیتم بالحیوۃ الدنیا من الاخرۃ۔ فما متاع الحیوۃ الدنیا فی الاخرۃ الا قلیل۔ الا تنفروا یعذبکم عذابا الیما۔ ویستبدل قوما غیرکم ولا تضروہ شیئا۔ واللہ علی کل شیء قدیر۔

اور اس آیت کی مستحق کوئی اور آنے والی قوم ہوگی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے۔ جو کہ رسولؐ کی صورت میں ظاہر ہو چکا۔ وہ تو اب ضرور پورا ہو کر رہیگا۔ مگر خوش قسمت ہیں وہ کہ جن کے ذریعہ سے ایسا ہو۔

سو اے بھائیو! زندگیوں کا کچھ اعتبار نہیں۔ دنیا کی محبت کی طرف بہت سا حصہ انسان کا جھکا ہوا ہے۔ اور مختلف قسم کے مقابلوں میں انسان سرگرداں ہیں۔ آؤ۔ ہم آخرت کے حصول کے مقابلہ میں شامل ہوں۔ تاکہ اور تھوڑی سی کوشش سے ہم اول نمبر ٹھہر جاویں۔ مال و دولت بچوں۔ عزیز اور اقربا کی طرف جھکنے والے دنیا میں بہت ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی طرف آنیوالے اس وقت شاذ و نادر ہیں۔ آؤ تاکہ اس طرف کا سارا خزانہ ہم لوٹ لیں۔ اور بامراد اور کامیاب ہو جاویں۔ اور اس حالت میں مریں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو۔ تاکہ ابدی زندگی کے وارث ٹھہریں۔ اور اس زمانہ میں دین کی ضروریات اور ہیں۔ صحابہ کرام کے وقت چونکہ زبردستی اسلام کی ترقی کو روکا جاتا تھا۔ اور تلوار کو اس کی سد راہ بنایا جاتا تھا۔ اس لیے اس وقت کے مسلمانوں کو مجبوراً بچاؤ کے لئے تلوار اٹھانی پڑی۔ اور اپنی جانوں کو اس رستہ میں شہید ہو کر قربان کرنا پڑا۔ مگر آجکل زمانہ ایسا جاہل نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی پُرامن سلطنت کے ماتحت پیدا کیا ہے۔ جس نے کہ ہر ایک قسم کی مذہبی آزادی اپنی رعایا کو دی ہوئی ہے اور نیز آپ کو تعلیم یافتہ گروہ کے ساتھ واسطہ ہے۔ جہاں کہ اس قسم کی روکاوٹیں مفقود ہیں۔ اور آجکل براہین اور دلائل کی تلوار دلوں کو تسخیر کرنے کے لئے کافی ہے۔ اور خواہ کتنا ہی متعصب دل کیوں نہ ہو۔ جب وہ ایک مذہب میں سچائی کے دلائل کو پاتا ہے۔ کوئی روکاوٹ اس کو اس میں آنے سے روک نہیں سکتی۔ سو اے میرے پیارے بھائیو! اس وقت ہمارا کام یہ ہے۔ کہ ہم ان سب سچائیوں اسلام کی کو جو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک رسول کے ذریعہ ہم پر ظاہر کیں ہیں۔ ساری دنیا کے آگے پیش کریں۔ اور بار بار سنائیں۔ یہاں تک کہ وہ سمجھ جاویں۔ یہ ایک بڑا کام ہے اور ہم میں سے ایک دو کی نہیں۔ بلکہ سب کی متفقہ کوشش کو چاہتا ہے۔ مگر اس کے لیے ہم کو جان دیکر مرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ زندہ رہکر اپنے اوپر ایک موت وارد کرنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ کام بہ نسبت اس کے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے کیا۔ زیادہ مشکل ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق دی ہے۔ اور اس کو آپ پر آسان کر دیا ہے۔ سچے سب اٹھو اور کام میں مشغول ہو۔ میرے اس کہنے سے کہ زندہ رہکر اپنے اوپر موت وارد کرنا ہمارا فرض ہے یہ مطلب ہے۔ کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ سو ہم کو چاہیئے۔ کہ اپنی ہر ایک جسمانی اور دنیاوی ضروریات پر دین کی ضروریات کو ہمیشہ ہی اتنا مقدم کریں کہ ہمارے رشتہ دار بلکہ ہمارا اپنا نفس بھی اپنے آپ سے مایوس ہو جاوے اور ہم دنیاوی نگاہ میں بالکل مردہ نظر آویں۔ اور دنیا ہم سے ایسی ہی ناامید ہو جاوے جیسے کہ ایک مردہ سے ہوتی ہے اور میرا ایمان ہے کہ جب ہم اللہ تعالیٰ کیلئے ایسا کرینگے۔ تو ہم [illegible] میں کامیاب ہو جاوینگے۔ اور اس کام کو جس کی بنیاد ہمارے پیارے امام علیہ الصلوۃ والسلام نے رکھی ہے۔ اور جو کہ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ نے فرض کر دیا ہے یعنی اشاعت اسلام کو بہت جلدی کر لیں گے۔ اور اپنے آپ کو بروز صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کہہ سکیں گے۔ اور ہمیشہ کیلئے زندہ ہو جاویں گے۔

غرضیکہ ہمارا کام [illegible] نہ صرف اپنے نفس اور اپنے عزیز و اقربا کی ہمدردی تک ہی محدود ہے۔ بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے لیے کل بنی نوع انسان کی ہمدردی فرض کر دی ہے۔ ہم کو اللہ تعالیٰ نے روشنی دی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس سے خود بھی فائدہ اٹھاویں۔ اور اوروں کو بھی اس کے ذریعہ رستہ دکھاویں۔ سو اس فرض کی ادائیگی کیلئے جو تجاویز صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے آپ صاحبان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اور جن پر غور کرنا اور عملی رنگ میں لانا ہم سب کا کام ہوگا۔

اوّل۔ ہم سب کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ اپنے افعال و اقوال میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا پورا پورا خیال رکھیں۔ اور اس کے لئے قرآن اور حدیث سے واقفیت حاصل کرنے کی بہت جلد کوشش کریں۔ اور لوگوں کے ساتھ خواہ وہ عیسائی ہوں یا ہندو ہوں۔ یا مسلمان ہوں ایسا سلوک کریں جیسا کہ ایک خاص عزیز دوست کے ساتھ کسی کا ہوتا ہے۔ ہم سب کے لئے رات دن راہ راست پر آنے کی دعائیں کرتے رہیں اور سب کی سچی خیر خواہی ہماری فطرت کی غذا ہو جاوے۔ ہم اپنی ہر امر کے لئے اللہ تعالیٰ کا فضل طلب کرتے رہیں۔ اور اپنے چال چلن کو ایسا اس کے اور اس کے پاک رسول کی ماتحت کر لیں۔ کہ اس کا فضل ہمارے حال پر ہونے لگ جاوے۔ اور روح القدس ہماری نصرت کرے تاکہ ہم لوگوں کی روحوں پر اللہ تعالیٰ کی مدد سے اثر ڈال سکیں۔ اور ایسا نمونہ دکھاویں کہ لوگ خود بخود ہماری طرف کھچے چلے آویں۔ اور فائدہ اٹھاویں۔ یہ ایک بڑا بھاری ہتھیار ہے۔ جو کہ ہم میں سے ہر ایک بھائی بڑی آسانی سے استعمال کر سکتا ہے۔

دوم۔ ہم سب پر لازم ہے کہ دن کے ہر ایک حصہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے کلام کے پہنچانے کا دھن لگا رہے۔ اور جہاں کہیں موقعہ ملے۔ ہم اپنی بات کو ضرور گوش گذار کر دیویں مگر ایک وقت دن میں ضرور ایسا مقرر کریں کہ جس میں اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کر کے ہم کسی اپنے عزیز یا دوست کو جا کر تبلیغ کریں اور یہ کرتے رہیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس پر نازل ہو جاوے۔ اور اس میں بھی روح نفخ ہو جاوے اور وہ بھی ہمارا ہم خیال ہو کر اپنی جگہ ہماری طرح کام کرنے لگ جاوے اور اس طرح سے ایک بڑا بھاری گروہ مبلغین کا بغیر کسی تکلیف و خرچ کے آپ کھڑا کر سکتے ہیں جس کا اثر کہ بہ سبب انکے اپنے اعظ

کے جو اجنبی ہو۔ جس کو لوگ نہیں جانتے۔ ہزار ہا گنا زیادہ اور اچھا ہوگا۔

سوم۔ صدر انجمن احمدیہ کی آرزو ہے۔ کہ ہم میں سے بعض ایسے احباب نکلیں۔ جو کہ واعظ بننے کی قابلیت رکھتے ہوں اور اللہ تعالیٰ نے اُن کو صبر اور قناعت سے مالا مال کر دیا ہوا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے کلام پہونچانے کا جوش۔ اُن کے دل میں موجزن ہو۔ یا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے فلوغ البال ہوں۔ اور اپنا گذارہ سفر اور حضر میں اپنی جائیداد سے کر سکتے ہوں۔ اور اس طرح کسی پر بوجھ نہ بنیں۔ ایسے احباب حسب توفیق اپنے ضلع میں یا اپنے صوبہ میں یا اپنے ملک میں یا غیر ملک میں جیسا کہ وہ لائق ہوں۔ کام کرنے کے لئے نکلیں۔ باقی قوم کا فرض ہوگا۔ کہ اُن کی عزت کریں۔ اور دل سے اُن کی مدد کریں۔ تاکہ اُن کو ابتلاء نہ آوے۔ ان صاحبان کا کام پھر کر ۔۔۔ یا تبلیغ اسلام کرنا ہوگا۔ اُن مسلمانوں کو جو اسلام کے ارکانوں سے ناواقف ہیں۔ واقف کرنا اور غیر مذاہب کے لوگوں کو نرمی اور آشتی سے اسلام کے برکات سے آگاہ کرنا ہوگا۔

چہارم۔ صدر انجمن احمدیہ کی یہ خواہش ہے۔ کہ ہم بذریعہ اشتہاروں اور اخباروں کے ہر ایک اعتراض کا جو کہ اسلام پر کسی اخبار میں یا رسالہ میں خواہ دنیا کے کسی گوشے سے ہو۔ جواب دیں۔ اور اسلام کو اس کے اصلی رنگ میں دنیا کے آگے پیش کریں۔ چنانچہ حال میں قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ کرنے کا ارادہ انجمن نے کیا ہے۔ جو کہ ممالک یورپ میں مفت یا بہت تھوڑی قیمت پر فروخت ہوگا۔ اس کے لئے سب احمدی بھائیوں کا فرض ہے۔ کہ جی اور دل کھول کھول کر دیں۔ اور اپنے مالوں کو پاک کریں تاکہ اللہ اُن میں برکت ڈالے۔ اور پھر ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت میں سب زور دیں۔ اور ہر ایک اپنے دوست کو خریدار بنا دے کیونکہ جو کام اس رسالہ نے یورپ میں کیا ہے سو آپ سے مخفی نہیں ہے۔

صدر انجمن احمدیہ کی رائے ہے۔ کہ اس تبلیغ اور اشاعت اسلام کو جو کہ پاک امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طرح شروع کی ہے جاری رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک ایسی جماعت کی آئندہ کے لئے بنیاد رکھی جاوے۔ جو کہ اس موجودہ جماعت کے گزر جانے کے بعد اس نیک کام کو اپنے ہاتھ میں لے سکے اور اس کے لئے انجمن نے یہ تجویز کی ہے۔ کہ ایک بڑا بھاری سکول اور کالج کھولا جاوے۔ جو قادیان میں ہی ہووے۔ اور اس کی شاخیں مختلف دنیا کے مقامات میں کھولی جاویں۔ اس میں پرورش بچوں کی اس طرح پر ہو۔ کہ وہ عین نمونہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بن کر نکلیں۔ اُن کے کھانے پینے کے طریق ان کے چلنے پھرنے کے طرز۔ اُن کے بول و براز کے رفع کرنے کے رول وغیرہ سب بموجب احکام الٰہی وحدیث شریف ہوویں۔ غرضیکہ وہ اسلامی تمدن کے زیر اثر پرورش پاویں۔ اور فطرتی طور پر سچے مسلمان کالج سے نکلیں۔ تاکہ بہت سا حصہ اپنی منزل مقصود کا وہ کالج سے نکلنے کے وقت طے کر چکے ہوں۔ اور دنیا میں ایک سچا نمونہ اسلام کا بنیں۔ اور اس سکول میں حتی الامکان عربی بول چال کی عادت ڈالی جاوے۔ اور دینیات کی تعلیم بھی ہو اور ساتھ ہی دنیاوی رنگ میں بھی اعلیٰ علوم وفنون سکھائے جاویں۔ اور اس کامیابی کے لئے سب بھائیوں کی متفقہ کوشش کی ضرورت ہے اس لئے ہم کو نہ صرف اپنے روپیہ اور مال کی قربانی ہی کرنی پڑیگی بلکہ اپنے بچوں کی محبت کی جدائی کا گھونٹ بھی پینا پڑیگا۔ اور اس طرح پر ایک رنگ میں بچوں کی قربانی بھی کرنا پڑے گی۔ اور اُن اصحاب کو جو اس سکول یا کالج میں استاد بن کر خدمت کر سکیں گے۔ اپنی جان کی قربانی بھی کرنی ہوگی۔ بالآخر میں اپنی تقریر کو ختم کرنے سے پہلے عرض کرتا ہوں یہ سب کام اگرچہ بہت مشکل ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ آپ کے لئے آسان کر دیگا جبکہ آپ سب کے سب مل کر جیسا کہ امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی وصیت میں فرمایا ہے یعنی آپس میں یکجان ہو کر کام کرو گے اُس کامیابی کو جو اللہ تعالیٰ نے اس جماعت احمدیہ کے لئے مقدر کر دی ہے نہیں حاصل کر سکتے اور آخرین منہم لما یلحقوا بہم کے مصداق نہیں ٹھہر سکتے۔ اس لئے میں بڑے عجز سے آپ سب صاحبان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کہ اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دو اور اپنی سب طاقتوں کو کیا قلمی کیا مالی اور کیا جانی کو اس مدعا کے حصول میں لگا دو۔ جو کہ متفقہ طور پر آپ اپنے سامنے رکھ لیں اور جن کا خاکہ مختصر طور پر میں نے انجمن کی طرف سے آپکے سامنے اور پیش کیا ہے اور آخر میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اے سمیع وبصیر ہمارے قادر خدا! تو ہمارے سینوں کو دنیا کی محبت سے صاف کر دے اور ہم کو اپنی طرف کھینچ اور توفیق دے کہ ہم تیرے دین کی اشاعت میں اپنی جانوں اور مالوں کو خرچ کریں تاکہ تیرے حضور نادم اور شرمندوں کی طرح نہ جاویں بلکہ خوش خوش اور سرخرو حاضر ہوں۔ آمین!

معلّم اخلاق

نتیجہ کارِ بد کا کا یہ بد تُو نے سُنا ہوگا
بھلائی ہر کسی کے ساتھ کر تیرا بھلا ہوگا

نہیں کرتا تو کوئی کام اے کاہل تو کیا ہوگا
جو کرتے رہتے ہیں۔ کچھ۔ فائدہ ان کو ہوا ہوگا

رہیگا ہاتھ اُس کے ہی کشودِ کار کا میدان
یہاں میدانِ محنت میں جو ہمت آزما ہوگا

جسے افعالِ بد پر ناز ہو وہ آدمی کب ہے
وہ کوئی ناسزا ہوگا وہ کوئی بے حیا ہوگا

بُرائی غیر کے حق میں تباہی آپ اپنی ہے
یہ کیا اچھا مقولہ ہے "بھلائی کر بھلا ہوگا"

ابھی خواہش گنہ کی ہے۔ کب آئے وقت توبہ کا
ذرا کر غور۔ تو نے اب تک کیا کیا کیا ہوگا

خطائیں کرتا جاتا ہے سمجھتا یہ نہیں غافل۔
کھلے اعمال نامہ تو ابھی محشر بپا ہوگا

مصائب جھیلتا جا ضبط سے رب پر بھروسہ کر
تو جانب صبر کے ہو جا تیری جانب خدا ہوگا

کرے کسب کمال انساں تو کیا کچھ ہو نہیں سکتا
فلاطونِ زماں ہوگا۔ حکیم بید پا ہوگا۔

بُرا ہے کام وہ ہو نفع ولذت کی غرض جس میں
وہ امر بہتریں ہوگا جو بے روی و ریا ہوگا۔

خرد ور جتنے گزرے ہیں یہی سب کہتے آئے ہیں
بھلائی کر بھلائی کر بھلا ہوگا بھلا ہوگا

خدا کے فضل سے نو مید ہونا۔ کفرِ نعمت ہے
کبھی لا تقنطوا تم نے پڑھا ہوگا سُنا ہوگا

خدا جوئی منم کہنے سے حاصل ہو نہیں سکتی
مٹا دیگا خودی کو اپنی جو وہ با خدا ہوگا۔

کرم سے بے مشقت خواہش شہرت ہے سوچو تو
ہوا نامی تو کیا کچھ کام حاتم نے کیا ہوگا۔

اکیلا ہی تجھے جانا پڑیگا قبر میں اک دن
نہ ہوگا ساتھ مال وزر۔ نہ جاہ و مرتبا ہوگا

کارخانہ اخبار الحکم کی رعائتی و جدید کتابوں کی فہرست

مندرجہ ذیل کتابیں اور اخبارات کارخانہ الحکم میں موجود ہیں۔ سالانہ جلسہ کی تقریب پر ان کی قیمتوں میں رعائت کی گئی تھی۔ لیکن ایڈیٹر الحکم کی مصروفیت اور کارخانہ میں رخصت کی وجہ سے بہت کم احباب اس رعائت سے فائدہ اٹھا سکے۔ اس لئے صرف ۳۱ جنوری تک رعائت کی جاتی ہے۔ جو صاحب چاہیں بذریعہ قیمت طلب پارسل منگوالیں۔

مکتوبات احمدیہ جلد اوّل۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اچھوتی اور پرانی تحریروں کے سلسلے میں بالکل نایاب اور نادر مجموعہ۔ یہ مجموعہ مکتوبات آپ کی بعثت سے پہلے کا ہے۔ میں ان کے متعلق کچھ نہیں لکھ سکتا بجز اس کے کہ تصوف اور معرفت کا نایاب خزانہ ہے۔ عجیب و غریب مضامین ان میں درج ہیں۔ اور حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک سیرۃ کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ ابتدا ہی سے آپ خدمت اسلام اور اشاعت اسلام کے لئے کس قدر جوش دل میں رکھتے تھے۔ یہ کتاب بالکل نئی چھاپی گئی ہے۔ قیمت فی جلد صرف ۸ر

حقیقت نماز:۔ جس میں نماز کی حقیقت ارکان نماز کا فلسفہ نہائت خوبی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ نماز کے متعلق ضروری مسائل درج ہیں۔ تین سو صفحوں پر سیر کن بحث کی ہے۔ اور آخر میں قرآن مجید کے آخری پارہ کی چند سورتوں کی تفسیر ہے۔ یہ کتاب ایسی ہے کہ جس کی تالیف پر ایڈیٹر الحکم کو ناز ہے قیمت فی جلد عہ ر رعائتی ۱۰ر ۲ / **الاسماء الحسنیٰ**:۔ یہ کتاب حضرت باری عزاسمہٗ کی صفات اور اسماء کے متعلق ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی صفات کی جو تفصیل قرآن مجید میں آئی ہے اُس کو بیان کیا ہے۔ قیمت ۵ر رعائتی ۲ر۔ **سلک مروارید**۔ ہر دو حصہ ایک مشہور اور مقبول کتاب ہے۔ جو خصوصیت سے عورتوں کے لئے حضرت حجۃ اللہ حضرت مسیح موعود کی خواہش کے ماتحت قصہ کے پیرایہ میں لکھا گیا ہے۔ اور اس قدر مقبول ہوا کہ تیسری مرتبہ چھاپنے کی ضرورت پڑی۔ ہر دو حصہ قیمت ۸ر رعائتی ۴ر **رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء**۔ یہ نہائت قیمتی مجموعہ ہے۔ جس میں حضرت اقدسؑ کی تین۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی دو۔ اور حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح کی تقریریں درج ہیں۔ اور قریب دو جزو کے ایک انٹروڈکشن ایڈیٹر الحکم کا ہے۔ جس میں حضرت اقدسؑ کی بارہ سالہ کارروائی پر ریویو ہے۔ قیمت عہ ر رعائتی ۸ر

اصلاح النظر۔ ایک آریہ کے جواب میں حضرت حکیم الامۃ خلیفۃ المسیح کے خاص حکم سے لکھا گیا۔ صرف چند جلدیں باقی ہیں۔ کوئی رعائت نہیں۔

متفرق کتابیں

جن کی قیمت میں ¼ کی رعائت کی گئی ہے۔ اصل قیمت درج ہے ¼ لیا جاوے گا۔

مرآۃ الجہاد:۔ مسئلہ جہاد پر مبسوط اور مفصل کتاب لیکھرام آریہ مقتول کے رسالہ جہاد کا دندان شکن جواب تین سو سے زائد صفحوں کی کتاب۔ قیمت عہر۔ **آریہ دھرم**۔ آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجۃ اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے۔ اُن اعتراضات کا جو وہ اسلام پر کرتے ہیں خصوصیت کے ساتھ جواب دیا ہے۔ قیمت ۴ر۔ **نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر ایک خط**۔ حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر ایک لطیف تقریر فرمائی ہے۔ اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے۔ قیمت ۲ر۔ **سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب**:۔ عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ۔ دوسری مرتبہ چھپا ہے۔ قیمت ۲ر۔ **فیصلہ آسمانی**:۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے ہے۔ مضمون نام سے ظاہر ہے۔ قیمت ۲ر۔ **نور القرآن** ۱۔ حصہ دوم۔ عیسائیوں کا عجیب رد۔ قیمت ۴ر۔ **رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء**:۔ دارالامان میں دسمبر کے آخر میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا تھا۔ جس میں حضرت نے زبردست تقریریں فرمائیں۔ قیمت عہ۔ **خطبات کریمیہ** ۴ر۔ **الانذار**۔ قیمت ۴ر۔ **تفسیر سورۃ تبّت** ار۔ **سواء السبیل نمبر ا ر النسخ** **تحفہ شیعہ** ۲ر **ضرورۃ الامام** ا ر۔ **قصیدہ ضوابط الادعوۃ الحق نمبر ۲** ۔ ۵ر۔ **۲ النصح** قیمت ار۔ **مسلمانوں کا خدا اور اُس سے حضور دعا**۔ قیمت ار **نمونہ قرآن مجید** قیمت ۳ر۔ **محمود کی آمین** ۳ پائی۔ **دوسرا جنگ مقدس**۔ **حصہ دوم** ۲ر۔ **تحفہ احمدیہ** ار

اخبارات کے پچھلے فائلوں کا اعلان اگلی اشاعت میں ہوگا۔

الزواما حمدیہ مشین پریس قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی (تراب) مالک و منیجر طبع ہو کر شائع ہوا

صدر انجمن کی تحریکیں

یتامیٰ۔ مساکین اور طالب علموں کیلئے ایک تحریک

(بحکم حضرت خلیفۃ المسیح)

سلسلہ احمدیہ کی طرف سے بھی صدر انجمن احمدیہ کے انتظام میں ایک حد معین تک جو ہر سال بجٹ میں ظاہر کر دی جاتی ہے۔ مساکین یتامیٰ اور طالب علموں کی مدد کی جاتی ہے۔ چنانچہ سال حال میں ایک ہزار روپیہ یتامیٰ کے لئے۔ دو ہزار سے زیادہ روپیہ مساکین کے لئے۔ اور ایک ہزار روپیہ زکوٰۃ کے اخراجات کے لئے۔ جس سے بھی طالب علموں کو اور بعض مساکین اور مولفۃ القلوب اور دیگر حق جوؤں کو مدد دی جاتی ہے۔ تجویز کیا گیا ہے۔ چونکہ ہماری قوم کے سامنے کئی قسم کے چندے مثلاً:۔ لنگر خانہ۔ مدرسہ۔ اشاعت اسلام۔ تعمیر مدرسہ۔ یادگار وغیرہ کے اور بھی ہیں۔ لہٰذا ان تمام چندوں کو مدنظر رکھ کر قریباً چار ہزار روپیہ یتامیٰ اور مساکین کی مدد کے لئے الگ نکل آنا اللہ تعالیٰ کے فضلوں میں سے ہے۔ مگر یہ رقم دراصل اس قدر تھوڑی ہے کہ بہت سے درخواست کنندگان کو جواب دینا پڑتا ہے۔ کیونکہ جب تک پہلے وظیفہ خواروں میں کمی ہو کر کوئی گنجائش نہ نکلے نئے وظیفہ خوار نہیں لئے جا سکتے۔ چنانچہ اس وقت بھی سات آٹھ یتامیٰ اور قریب سترہ اٹھارہ کے مساکین کی درخواستیں آئی ہوئی ہیں۔ اور گنجائش قریباً کچھ بھی نہیں۔ اس لئے بظاہر ان درخواستوں کے منظور ہونے کی کوئی سبیل نظر نہیں آتی۔ مگر اس بات کا علم حضرت خلیفۃ المسیح کو ہونے پر اور نیز اس خیال پر کہ بعض طالب علموں کا جو قریباً سترہ ہیں لنگر خانہ پر بوجھ ہے۔ اور یہ مد خود مقروض ہے۔ آپ نے مجھے حکم دیا۔ کہ میں آپ کی طرف سے احباب کی خدمت میں یہ تحریک کروں۔ کہ ان لوگوں کے لئے کچھ انتظام ہونا چاہیئے۔ بلکہ یہ تو ابھی ابتدائے سال ہے اور اثنائے سال میں اور بھی درخواستیں آئیں گی۔ کیونکہ مہینہ میں عموماً پانچ سات ایسی درخواستیں آ جاتی ہیں۔ پس ایسے لوگوں کے لئے علاوہ رقم مندرجہ بجٹ کے کوئی انتظام ہونا چاہیئے۔ گویا صورت حال یہ ہے کہ قریب چار ہزار روپے کے رقم تو ان یتامیٰ۔ مساکین۔ طالب علموں وغیرہ کے گزارہ کیلئے بجٹ میں ہے۔ جو اس وقت انجمن کے انتظام کے نیچے اس امداد کے مستحق ہیں۔ اور اکیس سو روپے کی رقم ان یتامیٰ۔ مساکین وغیرہ کے ایک سال کے گزارہ کے لئے چاہیئے۔ جن کی درخواستیں آئی ہوئی ہیں اور گو اس روپے کا بالفعل کوئی اندازہ پیش نہیں کیا جا سکتا۔ جو آئندہ درخواست کنندگان کے لئے درکار ہوگا مگر یہ ظاہر ہے۔ کہ کچھ نہ کچھ گنجائش اور بھی ہونی چاہیئے۔ بس مجھے یہ ارشاد ہوا ہے۔ کہ میں ان سب کے لئے تمام احمدی احباب کی خدمت میں اپیل کروں۔ چار ہزار روپیہ تو موجودہ مسکین فنڈ۔ یتیم فنڈ۔ زکوٰۃ فنڈ میں آنا چاہیئے۔ اور اس کی طرف تمام احباب کو اور تمام انجمنوں کو خصوصیت سے توجہ کرنی چاہیئے۔ اور موجودہ اکیس سو روپے کی ضرورت کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اس میں ایک سو روپیہ وہ خود دیں گے۔ اور باقی دو ہزار روپے کو ایک ہزار احباب دو دو روپے دیکر پورا کر دیں۔ اور ان میں سے ذی وسعت اصحاب کئی کئی آدمیوں کے قائم مقام ہو جاویں۔ مگر ان دو دو روپے دینے والے احباب کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ اس رقم سے ان پہلے چندوں پر جو وہ دیتے ہیں یا ان کو دینے چاہیئے کوئی اثر نہ پڑے۔ اور ان کی ادائیگی کے بعد جو شخص شرح صدر سے اس تحریک میں حصہ لے سکتا ہے لے۔ یعنی نہ صرف ان چندوں پر اثر نہ پڑے۔ جو لنگر خانہ۔ مدرسہ۔ اشاعت اسلام وغیرہ مقدم اغراض سلسلہ کے لئے دیئے جاتے ہیں۔ جن کا قیام ایک طرح سے اس سلسلہ کے قیام کے ساتھ وابستہ ہو چکا ہے۔ بلکہ پہلے مسکین فنڈ۔ یتیم فنڈ اور زکوٰۃ فنڈ پر بھی کسی قسم کا ان کا اثر نہ پڑے۔ کیونکہ اگر ایک جگہ سے کم ہو کر وہی رقم دوسری جگہ دے دی گئی۔ تو اس سے اس تحریک کا اصل مدعا مفقود ہو جاتا ہے۔ حضرت مولوی صاحب نے جب یہ ارشاد فرمایا۔ تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ جلسہ سالانہ پر ہم نے خود کسی روپے کے لئے تحریک نہیں کی۔ بلکہ صرف وعظ و نصیحت پر ہی کفایت کی تھی اور نیز مندرجہ ذیل آیات قرآنی کی طرف بھی توجہ دلائی ہے:۔

ارءیت الذی یکذب بالدین فذلک الذی یدع الیتیم ولا یحض علی طعام المسکین۔ گویا ایسے لوگوں کو جو یتیم یا مسکین کی پرواہ نہیں کرتے۔ مکذب بالدین قرار دیا ہے۔ اور پھر یتیم کے متعلق فرمایا۔ ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن۔ اور پھر فرمایا ما ادرٰک ما العقبۃ۔ فک رقبۃ او اطعام فی یوم ذی مسغبۃ یتیما ذا مقربۃ او مسکینا ذا متربۃ۔ گویا یتیم اور محتاج کے لئے دُنیا سخت دشوار گزار گھاٹی ہے سے ہو گزرنے کے برابر ہے۔ اور پھر علم دینی کے حصول کے لئے ان الفاظ میں ارشاد فرمایا۔ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین۔ گویا ہر جماعت اور ہر قوم میں ایک گروہ ایسے لوگوں کا ہونا چاہیئے۔ جو حصول علم دینی کے بعد تفقہ فی الدین کریں۔ اور لوگوں کو سمجھا دیں۔ پس یتامیٰ۔ مساکین اور طالب علموں کے لئے انتظام کرنا بھی ہمارے لئے ضروری ہے۔ یہ بھی فرمایا۔ کہ اگر بعض تائید حق یا ایسی اور کتابیں۔ جو یہاں ہیں۔ خرید کریں۔ تو ان کا روپیہ بھی ہم اس غرض میں صرف کر سکتے ہیں۔ والسلام

محمد علی

نوٹ۔ جو احباب اس تحریک کے مطابق دو دو روپے بھیجیں وہ منی آرڈر کوپن میں خصوصیت سے اس تحریک کا ذکر کر دیں۔ کہ یہ دو روپیہ فنڈ میں جاوے۔ تاکہ اس طرح سے جو رقم جمع ہو۔ اُس کا صحیح اندازہ ہو سکے۔ یہ روپیہ بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان آنا چاہیئے۔

قوم توجہ کرے!

مندرجہ ذیل رزولیوشن جو مجلس معتمدین نے اپنے اجلاس منعقدہ ۲۵۔ دسمبر ۱۹۰۸ء میں بیرونی انجمنوں کے لئے پاس کئے ہیں۔ اُن کی اطلاع و عملدرآمد کے لئے اخبار میں شائع کر کے مشکور فرماویں۔ اس غرض کے لئے نقل رزولیوشن ۶۲۲ ارسال خدمت ہے۔

۶۲۲۔ رپورٹ ہائے سالانہ بیرونی انجمنوں کے متعلق مجلس معتمدین میں پیش ہو کر قرار پایا۔ کہ

(۱) مجلس معتمدین رپورٹ ہائے آمدہ از شاخہائے انجمن مفصلات وغیرہ کے متعلق ذیل کے امور کو پسند کرتی ہے:۔

الف۔ ہر ایک بڑی انجمن حتی الوسع ایک سالانہ جلسہ کیا کرے جس میں بعض بزرگان سلسلہ احمدیہ کو باہر سے بغرض

وعظ و تبلیغ مدعو کیا جاوے۔ اس کے متعلق سکرٹری صدر انجمن احمدیہ سے خط و کتابت کر کے انتظام کیا جاوے۔

ب۔ ہر ایک انجمن ضلع اگر اس کی آمد ضروریات مقامی سے اجازت دے تو ایک لائبریری صدر مقام میں قائم کی جاوے۔

ج۔ ہر ایک انجمن اپنی طرف سے اپنے خرچ پر بغرض تعلیم قرآن کسی ممبر کو قادیان میں بغرض تعلیم بھیجدے۔

د۔ ہر ایک انجمن ضلع اپنے ضلع میں تبلیغ کے لئے اپنے آدمی تجویز کرے۔ جو اُس ضلع کا ہو۔ اور جہاں تک ممکن ہو۔ وہ بلا تنخواہ ہو۔

(۲) مجلس معتمدین افسوس کرتی ہے۔ کہ جن اغراض کے لئے انجمنیں قائم کی گئی تھیں۔ وہ بسبب ممبران انجمن ہا کے بہت کم دلچسپی لینے کے ابھی تک حاصل نہیں ہوئیں۔ مجلس امید کرتی ہے۔ کہ تمام احمدی بھائی جو اس سلسلہ میں منسلک ہیں۔ وہ انجمنوں کا قیام اور اُن کے باضابطہ اجلاس کو اپنا سب سے پہلا فرض سمجھ کر اُن اغراض کو پورا کرنے کی کوشش کریں گی۔ اور تمام احمدی احباب کے لئے ضرور ہے۔ کہ وہ اپنی اپنی انجمنوں کے جلسوں میں شریک ہوا کریں۔ اور انجمن کے کاموں میں دلچسپی لیا کریں۔

(۳) چندوں کے متعلق مجلس معتمدین نے حسب الحکم حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ قاعدہ جاری کیا تھا کہ تمام افراد سلسلہ احمدیہ تین مدات کا چندہ یعنے لنگر خانہ۔ مدرسہ۔ اشاعت اسلام ضرور ادا کریں۔ مگر مجلس معتمدین کو بعض انجمنوں کی رپورٹ سے یہ معلوم کر کے افسوس ہے۔ کہ بعض احباب اب تک تینوں مدات کا اور بعض احباب بعض مدات کا چندہ باقاعدہ ادا نہیں کرتے۔ مجلس امید کرتی ہے۔ کہ کُل احباب سلسلہ کل چندوں کو باقاعدہ دینے کی طرف متوجہ ہوں گے۔ اور انجمنوں کا بھی فرض ہے۔ کہ وہ ان چندوں کو باقاعدہ وصول کرنے کے لئے کوشش کریں۔ اور یہ بھی ضروری ہے۔ کہ ہر ایک ممبر اپنی اپنی انجمن متعلقہ کی معرفت بھیجے۔

(۴) بقایوں کی ادائیگی کی طرف خاص طور پر انجمنوں کو متوجہ کیا جاتا ہے۔ باقاعدہ ادائیگی انجمن ہا چندہ دہندگان اور ایسی انجمن کے لئے سہولت کا باعث ہوگی۔ والسلام

محمد علی سکرٹری
۱۶ جنوری ۱۹۰۹ء

قادیان میں عربی مدرسہ کی ضرورت

قادیان میں ایک دینی یا عربی مدرسہ کی ضرورت ہے۔ یہ سوال ایسا سوال نہیں۔ جو پہلی مرتبہ الحکم میں نکلا ہو۔ اور نہ قوم اور قوم کے سر برآوردہ احباب کو پہلی ہی مرتبہ اس پر غور کرنے کا موقعہ ملا ہو۔ بلکہ اس سے پہلے کئی مرتبہ اس سوال پر مناسب موقعہ بحث ہوئی۔ اور ضرورت وقت کے موافق ذمہ وار لوگوں نے اس کی تجویز کی۔ اور اب تک بطور تجربہ کے رنگ میں ایک مدرسہ شاخ دینیات کے نام سے جاری ہے لیکن آجکل یہ سوال خصوصیت سے قابل غور قرار دیا گیا ہے۔

پس ہمارا فرض ہے۔ کہ اس سوال کے مختلف پہلوؤں پر کافی غور کریں۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید کو دعاؤں کے ذریعہ مانگ کر اس نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کریں۔ جو ہمارے لئے۔ ہماری قوم کے لئے اور سب سے بڑھ کر اسلام کے لئے مفید اور مبارک ہو۔

اس سے پہلے کہ میں عنوان بالا پر کچھ لکھوں۔ یہ ظاہر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہاں قادیان میں تعلیم الاسلام کے نام سے ایک ہائی سکول قائم ہے اور جس میں کالج کی دو جماعتیں کھول کر کالج کا بھی تجربہ کیا گیا۔ مگر مشیت ایزدی میں ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ

ہمارا اپنا کالج ہو!

تاہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک لحظہ کے لئے بھی ہم مایوس دل نہیں رکھتے۔ اور کالج کھلا ہم دار العلوم کی امید اور آرزوئیں رکھتے ہیں۔

ہائی سکول کا قیام قوم کے لئے ضروری ہے۔ یا نہیں؟ اس سے کچھ کام ہوا یا نہیں؟ یہ اس قسم کے سوالات ہیں جنکو مدرسہ عربیہ کی ضرورت کے سوال کے ساتھ وابستہ کرنا سخت غلطی اور نادانی ہے۔

اس لئے کہ مدرسہ عربیہ کا قیام اس مدرسہ کے ساتھ وابستہ نہیں۔ نہ یہ مدرسہ مدرسہ عربیہ کی ضرورت سے مستغنی کر سکتا ہے۔ نہ مدرسہ عربیہ کا قیام ہائی سکول اور کالج کی تعلیم سے بے نیاز بنا سکتا ہے۔ اس لئے میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ مدرسہ عربیہ کی ضرورت کے سوال پر بحث کرتے ہوئے ہمارے احباب تعلیم الاسلام ہائی سکول کو درمیان لانے میں سخت غلطی کرتے ہیں۔ بلکہ میری سمجھ اور ایمان کے موافق وہ گناہ کرتے ہیں۔ ہائی سکول ایک الگ چیز ہے۔ اور نہ صرف اس کی بلکہ کالج کی بلکہ مختلف فنون اور علوم کے کالجوں کی ہمیں ضرورت ہے اور اس کا قیام اور استحکام قوم کا قومی فرض ہے۔ ہائی سکول کی ضرورت سے ہم اس وقت بے نیاز ہو سکتے ہیں جب یقین کر لیا جاوے اور فی الواقعہ بھی ایسا ہی ہو۔ کہ ہمیں موجودہ زمانہ کی ضروریات سے استغنا حاصل ہو جاوے۔ اور یہ ناممکن ہے۔ پس ایسی حالت میں یہ سوال یا اس قسم کے سوالات محض بیہودہ اور قومی ضرورتوں سے ناآشنا لوگوں کے سوالات ہیں۔ اس لئے اگر کوئی شخص مدرسہ عربیہ کی ضرورت کو ہائی سکول کی عدم ضرورت سے وابستہ کرتا ہے۔ میرے خیال میں غلطی کرتا ہے۔ اور ایسی تحریروں پر میری سمجھ میں توجہ بھی نہیں کرنی چاہئے۔ ہاں یہ کہنا ایک حد تک درست ہے۔ کہ ہائی سکول کے انتظام یا اس کی سکیم کے حصہ دینیات میں اصلاح کی گنجائش ہے جدا امر ہے مگر اس کو بھی اس مدرسہ کی ضرورت کے ساتھ خلط کرنا بے ثمر جھگڑا ہے۔

اس کے بعد میں مدرسہ عربیہ کی ضرورت پر کچھ کہنا چاہتا ہوں مدرسہ عربیہ کی ضرورت ہے؟ اس کا جواب صاف لفظوں میں ہے کہ ہے۔ اور یہ اوّلین ضرورت ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اغراض کے لحاظ سے۔

میں خود اگر اس ضرورت کے وجوہات لکھوں۔ تو شاید وہ اتنے مؤثر نہ ہوں۔ اس لئے میں اُس اعلان میں سے چند جملے یہاں درج کرنے ضروری سمجھتا ہوں۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے ارشاد کے ماتحت حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب حضرت مولوی محمد علی صاحب۔ حضرت نواب محمد علی خان صاحب حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کے نام سے شائع ہوا تھا۔ اور جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار کے عنوان سے دیا گیا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار۔

اس عنوان کو پڑھ کر شاید ہمارے ناظرین کو حیرت ہو۔ کیونکہ ایک

عظیم الشان انسان جس کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے اپنے نام کو دنیا میں چمکایا۔ اور جس کے معجزات اور خوارق عادت نشانوں نے مذہب کو جو محض قصہ کہانی ہو گیا تھا۔ از سر نو زندہ کیا۔ اور جو اس وقت دنیا میں ایمان کو واپس لایا جبکہ ایمان ثریا پر جا چکا تھا جس نے تمام مخالفین پر اتمام حجت کر کے اسلام کی صداقت کو دنیا میں آفتاب کی طرح روشن کیا۔ اُس کی یادگار ہمارے فانی ہاتھ کیا قائم کر سکتے ہیں۔ خود خدا تعالیٰ نے اس کے نام کو صفحۂ دنیا پر اس طرح نقش کیا ہے کہ وہ کبھی مٹ نہیں سکتا۔ اسلام کی جو خدمتیں اس نے کی ہیں۔ اور ابطال باطل میں جو ان تھک کوششیں کی ہیں۔ وہ قیامت تک اس کی یادگار ہیں۔ پھر یہ سلسلہ جس کے لئے قیامت تک یہ وعدہ ہے کہ جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیٰمۃ۔ یہ خود اپنے بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک عظیم الشان یادگار ہے۔ پھر اس سلسلہ کی تمام شاخیں جو اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے قائم کی گئی ہیں۔ وہ بھی اسی کی یادگار ہیں۔ لیکن ایک بڑی ضرورت ابھی باقی ہے۔ جس کی طرف خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توجہ بھی آخری ایام میں بہت تھی۔ اور پھر اس وقت اللہ تعالیٰ نے اس مسیح کے خلیفہ کے دل میں بھی یہی بات ڈالی ہے۔ اس لئے ہم حضرت مولوی صاحب کے ارشاد سے بذریعہ عریضہ ہذا اپنے سب بھائیوں اور سب انجمنوں کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔

جس ضرورت کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔ وہ ہے واعظین اور مبلغین کا تیار کرنا اور تبلیغ اور اشاعت اسلام کے لئے انہیں دنیا کے مختلف حصوں میں بھیجنا۔ چونکہ یہ زمانہ ایک علمی زمانہ ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ایک مبلغ یا واعظ سارے ہتھیار اپنے ساتھ رکھتا ہو۔ جن سے وہ دشمنوں کے ہر قسم کے حملوں کا دفعیہ کر سکے۔ اور اسلام کی صداقت کو روشن دلائل کے ساتھ دوسرے لوگوں کے سامنے پیش کر سکے۔ یہ کام اتنا بڑا اور اہم کام ہے۔ کہ اس کی تکمیل کے لئے یا یوں کہو۔ کہ اس کو ایک اعلیٰ پیمانہ تک پہونچانے کے لئے ہزاروں نہیں لاکھوں بلکہ کروڑوں آدمیوں کی متفقہ کوشش بکار ہے۔ حضرت مسیح موعود کا اصل کام تبلیغ دین اور اشاعت اسلام ہی تھا۔ اور جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بارے میں کیا تھا۔ کہ لیظھرہ علی الدین کلہ ضرور ہے کہ اب وہ آپ کے پیروؤں اور مخلصین کی کوششوں سے پورا ہو۔ اس لئے اس تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کے کام کو نہ صرف جاری رکھنا بلکہ اس کی توسیع کرنا ہمارا کام ہے سب سے پہلے ہمیں یہ ضرورت ہے۔ کہ تبلیغ کے کام کے لئے قابل آدمی پیدا ہوں۔ یہ ایک دن کا کام نہیں۔ مگر اس میں بھی شک نہیں۔ کہ اس کام میں ایک دن کا توقف بھی نہیں ہونا چاہئے۔ حضرت خلیفہ مسیح موعود یہ چاہتے ہیں۔ کہ حضرت موعود مبرور کی یادگار میں اعلیٰ پیمانہ پر ایک دینی مدرسہ قائم کیا جاوے۔ جس میں واعظین اور مبلغین تیار کئے جاویں۔ جن دنوں میں حضرت اقدس نے رسالہ الوصیت شائع فرمایا تھا۔ اور خدا کی طرف سے خبر پاکر یہ اعلان کیا تھا۔ کہ وہ اجل جو خدا نے ابتداء سے آپ کے لئے مقرر کر رکھی تھی اُس کا وقت بہت قریب آ گیا ہے اس وقت بھی آپ کے ارشاد کے مطابق ایک مدرسہ دینیہ قائم کیا گیا تھا مگر کئی وجوہات کے سبب جن میں شاید سب سے بڑی وجہ فنڈ کی کمی تھی۔ وہ مدرسہ ابتک ناقص حالت میں رہا ہے۔ اگرچہ تین سال کے عرصہ میں ہم یہ امید بھی نہ رکھ سکتے تھے۔ کہ وہ اپنے کمال کو پہنچ جائے۔ اور مبلغ اور واعظ اس سے نکل کر دنیا میں کام کرنے لگیں۔ مگر یہ سچی بات ہے۔ کہ جس قدر ترقی اس عرصہ میں اس مدرسہ کو کرنی چاہئے تھی۔ اس قدر ترقی بھی نہیں کر سکا۔ دینی مدرسہ کو اعلیٰ پیمانہ پر چلانے کے لئے ضرورت ہے اوّل عمدہ مکان کی پھر ایک بڑی لائبریری کی۔ پھر ایک اعلیٰ درجہ کے سٹاف کی۔ پھر کافی تعداد وظائف کی جس سے ایک خاصی تعداد طلبار کی تعلیم پا سکے۔ کیونکہ جب تک پڑھنے والوں کی تعداد بہت نہ ہو۔ اس وقت تک لائق آدمیوں کے نکلنے کی امید نہیں ہو سکتی لائبریری کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح موعود نے فرمایا ہے۔ کہ ہم اپنی کتابوں کا بڑا ذخیرہ کل ہی دیدینگے۔ انجمن تشحیذ الاذہان بھی اپنی لائبریری کو دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔ سٹاف یعنے اس مدرسہ کے مدرسین کے لئے ہماری یہ تجویز ہے۔ کہ قابل سے قابل آدمی جو اس جماعت میں مل سکتے ہیں۔ ان کو اس سب سے اہم کام پر لگایا جائے۔ لیکن اس کے لئے اور وظائف کے لئے ماہوار مستقل خرچ کی ضرورت ہے۔ جو آہستہ آہستہ موجودہ ہائی سکول کے خرچ کے برابر پہونچ رہیگا۔ بلکہ اگر اس کو کالج کے خرچ پر پہونچایا جاوے۔ اور مختلف زبانوں کے سکھانے کا انتظام کیا جائے۔ تو کسی صورت سے کالج کے خرچ سے اس کا کم خرچ نہ ہوگا۔ مگر سردست کام شروع کرنے کے لئے قریباً دو صد روپے ماہوار تک خرچ ہوگا۔ جو چار پانچ سال میں سات آٹھ سو روپے ماہوار تک پہنچ جاوے گا۔ اور دوسری طرف اس کی عمارت کے لئے روپیہ بکار ہوگا۔ یہ بھی خیال کیا گیا ہے کہ اگر کافی سرمایہ جمع کر کے اس کام کو شروع کیا جائے تو ممکن ہے کہ کوئی ایسی صورت ہو جائے کہ سرمایہ تجارت میں لگا کر اس کی آمدنی سے یہ خرچ چلتا رہے۔ بہرحال یہ وہ تجاویز ہیں جو اب ہم حضرت مولوی صاحب کے ارشاد سے قوم کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اگر کسی دل میں یہ خیال پیدا ہو۔ کہ پہلے ہی بھاری اخراجات ہیں اور موجودہ اخراجات کے ہوتے ہوئے قوم ان اخراجات کے بوجھ کو برداشت نہ کر سکے گی۔ تو یہ ایک کمزوری کا خیال ہوگا۔ اگر خدا تعالیٰ یہ چاہتا ہے۔ کہ یہ کام ہو۔ اور ہم ایمان رکھتے ہیں۔ اور یقین کرتے ہیں کہ منشائے ایزدی اس وقت اشاعت اور تبلیغ اسلام کا مؤید ہے۔ اور یہ کام ہو کر رہیگا تو پھر اس قدر روپیہ کا فراہم ہونا کچھ مشکل امر نہیں۔ خدا چاہے تو وہ ایک ہی اپنے بندے سے یہ سارا کام کرا سکتا ہے دوسری طرف یہ بھی ضروری ہوگا۔ کہ وسائل آمدنی کو دیکھ کر اخراجات کو بڑھایا جاوے۔ بہرحال یہ دینی مدرسہ جس میں قرآن کریم اور سنت کی تعلیم اعلیٰ پیمانہ پر دی جائے گی۔ اور انہی نئے علم کلام کے مطابق جس کے اصول حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قائم کر گئے ہیں۔ اصول باطلہ کی تردید سے طلبار کو آگاہ کیا جاویگا۔ اور اصول اسلام کی تعلیم اُن کو دیجاوے گی یہ مدرسہ جو خدا نے چاہا تو دنیا میں اسلام کی اشاعت کا ایک بڑا بھاری ذریعہ ہوگا۔ آنجناب کی ایک یادگار ہوگی۔ اس لئے ہمیں بذریعہ عریضہ ہذا سب احباب کی خدمت میں التماس کرتے ہیں۔ کہ وہ یکمشت اور مستقل چندے حسب استطاعت دیں۔ اور انجمنیں اپنی متفقہ کوششوں سے اس تجویز کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں۔ وما توفیقنا الا باللہ

اس وقت ایک اور تجویز بھی حضرت مسیح موعودؑ کی یادگار

کے لئے کی گئی ہے۔ جو سیالکوٹ سے ہمارے مکرم بھائی ماسٹر غلام محمد صاحب بی اے نے پیش کی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ بعض جماعتوں کی طرف سے جو اس قدر استطاعت رکھتی ہیں کالجوں میں پڑھنے والے طلباء کو وظائف دیئے جاویں۔ اس تجویز کو بھی حضرت خلیفہ مسیح موعود پسند فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں۔ کہ جو احباب پسند کریں۔ اس تحریک میں شامل ہو جاویں۔

آخیر میں میری یہ التماس سب احباب کی خدمت میں ہے۔ کہ وہ سب مخالفین کو پیٹ بھر کر ہنسی اور استہزا کرنے دیں اور اپنے کام میں جو نصرت دین اور اشاعت اسلام کا کام ہے لگے رہیں۔ ہر ایک شخص جو کرتا ہے۔ اسی کا بدلہ پائیگا۔ اور یہ آج کوئی نئی بات نہیں ہمیشہ سے یونہی چلا آتا ہے۔ کہ ایک گروہ کو خدا اپنے کام کے لئے اور اپنے نام کے چمکانے کے لئے اٹھا کھڑا کرتا ہے اور ایک دوسرا گروہ اسی کے مقابل ہنسی اور استہزاء کے لئے کھڑا ہو جایا کرتا ہے۔ مگر خدائی وعدہ ہی سچا ہوتا ہے۔

ان جندنا لھم الغالبون۔

والسلام

محمد علی۔ محمود احمد۔ محمد علی خان۔ رشید الدین

اس اعلان کو پڑھ لینے کے بعد مدرسہ عربیہ دینیہ کی ضرورت کا سوال اور اس کے قیام کا مسئلہ تو بالکل حل ہو جاتا ہے۔ اور میری اپنی سمجھ میں تو اس پر زیادہ بحث کی حاجت نہیں رہتی۔ اس اعلان یادگار کو پڑھ لینے کے بعد میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں۔ کہ ان سوالات کی بھی کوئی حاجت نہ تھی۔ جو انجمن کی طرف سے شائع کئے گئے ہیں۔ کیونکہ اس اعلان میں گویا قطعی فیصلہ ایک مدرسہ دینی کے اجرا کا کیا گیا ہے۔ لیکن انجمن کی غرض ان سوالات سے مدرسہ دینیہ کی حالت کو زیادہ بہتر بنانے کی ہے۔ اس لئے جو لوگ مدرسہ دینیہ کے متعلق دلچسپی رکھتے ہیں۔ وہ ضرور امور مستفسرہ کا جواب دیں۔

اس اعلان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ مدرسہ کے اجراء کے لئے سردست دو سو روپیہ ماہوار کی حاجت ہے۔ اور اگر میں غلطی نہیں کرتا۔ اور یقیناً نہیں کرتا۔ تو اس کام کے لئے ہمارے سلسلے کے ایک سرگرم ممبر ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے ایک سو روپیہ ماہوار دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور شیخ رحمت اللہ صاحب نے ۵۰ ماہوار۔ صرف ۵۰ روپیہ ماہوار کی اور ضرورت ہے۔ اور یہ رقم کچھ بھی مشکل نہیں ہے۔ یقیناً پوری ہو سکتی ہے۔

اس میں اگر کوئی دیر ہے۔ تو مدرسہ کا باضابطہ اعلان اسے بھی دور کر دیگا۔ اور جیسا کہ اعلان یادگار میں لکھا گیا ہے اب اس کام میں ایک دن کا بھی توقف نہیں ہونا چاہیئے اس مضمون پر اگر اور بحث کی حاجت ہوئی۔ تو انشاء اللہ آئندہ کی جائیگی۔ کیونکہ قادیان میں مدرسہ عربیہ کی ضرورت اس وجہ سے ہے۔ کہ حضرت اقدس علیہ السلام کے اغراض کی تکمیل کی یہ ضروری راہ ہے۔ ضرورت ہے اس لئے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی یادگار کے نام سے اس کو شائع کیا جا چکا ہے اور ضرورت ہے اس لئے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے اس کی ضرورت کو شائع کرایا ہے۔ ضرورت ہے اس لئے بھی کہ مخالفین اور غیروں نے بھی قادیان ہی میں ایسے مدرسہ کی ضرورت کو محسوس کیا ہے۔ جو میں آئندہ انشاء اللہ بتاؤنگا۔ پس اب اس کام کا اجرا ہونا چاہیئے اور بہت جلد ہونا چاہیئے۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی اور آپ کے اہل و عیال کی صحت اچھی ہے۔ ایسا ہی حضرت ام المومنین علیہم السلام اور آپکے تمام متعلقین کی صحت کی خبر بھی تسلی بخش ہے۔

۲۔ بھٹہ میں آگ دیدی گئی ہے۔ اور اینٹوں کے پکانے کا کام شروع ہو گیا ہے۔ اور نئی اینٹیں بھی تیار ہو رہی ہیں۔

۳۔ مجلس ضعفاء بھی اپنے کام میں مصروف ہے۔ صبح و شام دعا بالالتزام کی جاتی ہے۔

اطلاع

جیسا کہ پہلے اعلان کر دیا گیا ہے۔ ۲۸ جنوری اور ۴ فروری کا اخبار الحکم اکٹھا شائع ہوگا۔ اور اس میں حضرت خلیفۃ المسیح کی جلسہ کی دونوں تقریریں اور عید اضحیٰ کا خطبہ جو فلسفہ قربانی پر ہے شائع ہوں گی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کی تقریر اس میں شائع نہ ہو سکے گی۔ یہ دونوں نمبر بصورت رسالہ شائع ہوں گے۔ ناظرین الحکم اس امر کو بخوبی یاد رکھیں۔ تاکہ وہ پھر ۲۸ جنوری اور ۴ فروری کے پرچوں کے لئے جداگانہ یاددہانیاں نہ کرتے رہیں۔ یہ صرف اس لئے کیا جاتا ہے۔ تاکہ وہ تقریریں یکجائی طور پر ناظرین الحکم کو مل سکیں۔ اور محفوظ رہیں۔ اس مجموعی نمبر کی کچھ کاپیاں زائد بھی چھاپی جاوینگی جو صرف ۱ ۱/۲ فی کاپی کے حساب سے مل سکیں گی۔ اور صرف پانچسو کاپیاں زائد چھپیں گی۔ جو احباب زائد کاپیاں لینا

میونسپل گزٹ صدائے ہند لاہور

ہندوستان بھر میں میونسپل معاملات پر نہایت وسعت و آزادی کے ساتھ بحث کرنے کے لئے یہی واحد پرچہ ہے۔ ہفتہ وار ۱۶ صفحہ کلاں اخبار قیمت الیان ریاست سے ۱۰ عہ۔ رؤسا و جاگیرداروں سے ۵ عہ۔ لوکل بورڈوں کمیٹیوں اور معززین سے ۳ عہ اور عوام سے صرف ۲ عہ پیشگی سالانہ قیمت ہے ۔ ۲ عہ کی ایک انعامی کتاب بھی مفت۔ میونسپل معاملات و فیصلجات چیفکورٹ و انتخاب گزٹ کے علاوہ دوسرے عام اخباری مقالے یعنی تازہ نوٹس اور خبریں پولیٹیکل بحث و مباحثہ میں بھی یہ اخبار ہر طرح قابل ترجیح ہے۔ کیونکہ ملکی حیثیت سے یہ ہندو و مسلمانوں کے باہمی اتحاد و اتفاق کا مشن لئے ہوئے ہے نہ کہ ایک دوسرے پر خواہ مخواہ کے اعتراض جمانے۔ کم از کم ایک سال کیلئے خرید کر امتحان کیجئے۔ چونکہ اس کی اشاعت میونسپل افسروں دوسرے دفتروں۔ راجوں مہاراجوں۔ نوابوں رئیسوں میں کافی ہے اس لئے اشتہارات کے لئے بے نظیر ذریعہ ہے۔ ہر قسم کی کتابیں اور اشیاء اسی روپیہ کمیشن پر ہماری معرفت مل سکتی ہیں۔

المشتہر

منیجر میونسپل گزٹ صدائے ہند لاہور

بیسویں صدی نے خدا کو انسان بنا دیا

یہ عنوان ہے ایک نوٹ کا جو آریہ مسافر دسمبر ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا ہے۔ یہ نوٹ اقتباس ہے ایک بزرگ پادری کے جواب کا جو اس نے کسی طالب حق عیسائی کو لکھا ہے۔ اس کو پڑھ کر ناظرین کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ یسوع کی خدائی کا عقیدہ کس طرح عیسائیوں میں دور ہو رہا ہے۔ اس سے بڑھ کر حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) کی کامیابی کی اور کیا دلیل ہوگی۔ عیسائیوں کے اندر اس قسم کے عقائد کی اصلاح کا خیال بڑے زور سے پیدا ہو جانا ایک ناواقف انسان کے لئے تھوڑی دیر کے واسطے ضرور حیرت کا موجب ہو سکتا ہے۔ مگر جو لوگ حالات سے واقف ہیں۔ اور اس امر سے باخبر ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی غرض یسوع کی الوہیت کو عرش سے اتار کر انسانیت کی سطح پر لا کھڑا کرنا تھا۔ وہ اس قسم کے واقعات کو پڑھکر بہت ہی محظوظ ہوں گے اور وہ یقین کر اٹھیں گے کہ

فی الواقعہ کسر صلیب ہو گیا

ناظرین کو زیادہ انتظار میں نہ رکھکر میں اس نوٹ کو یہاں درج کر دیتا ہوں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ عیسائی مشن بڑے زور سے اپنی تبلیغ اور اشاعت کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ مگر ان کی حالت اب اُس پھوڑے کی مانند ہے۔ جو باہر سے بڑا شگفتہ اور چمکدار نظر آتا ہے۔ لیکن اس کے اندر بجز پیپ کے اور کچھ نہیں۔ ان کی ظاہری نمائش اور رنگ و دوسری نظر سے دیکھنے والے کو تھوڑی دیر کے لئے ممکن ہے۔ حیران کر دے مگر جو لوگ اُن کے گھر سے واقف ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ وہ کس گھبراہٹ اور پریشانی میں ہیں۔ اور اب یورپ اور امریکہ کو عیسائی رکھنا اُن کے لئے

موت احمر

ہو رہا ہے۔ اور یہ سب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے انفاس قدسیہ کی برکت ہے۔ جیسا کہ انسان کو پھر انسان بنایا جا رہا ہے۔ بہرحال وہ نوٹ یہ ہے:۔

"آپ کا ایمان مسیح کی خدائی کی بابت جاتا رہا ہے۔ یہ حالت آزمائش ہم سب پر گذری ہے۔ یہ عقیدہ ہمارے مذہب کی اصل روح نہیں۔ یہ عقیدہ دوسرے عقائد کی طرح بتدریج بنا ہے۔ بلکہ عہد جدید میں دونوں قسم کے خیالات موجود معلوم ہوتے ہیں۔ ایک سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مسیح نے ایسا دعویٰ نہیں کیا اور دوسرا اُس کے خلاف ہے۔ بہرحال یہودیوں نے اُس کو اپنا مسیح تسلیم نہیں کیا۔ کیونکہ مسیحیت کے خلاف علاوہ دیگر اسباب ایک سبب یہ بھی تھا۔ کہ وہ ایک ذلت کی موت مارے گئے۔ اور یہ ایک معیوب امر ہے کہ کسی قوم کا سردار غلاموں کی طرح صلیب دیا جائے گو عیسائیوں کا دعویٰ تھا کہ "ایک نسل بھی نہ گزریگی"۔ وہ پھر شان و شوکت کے ساتھ واپس آئیگا۔ لیکن تم غور کرو۔ کہ اُس وقت سے کتنی نسلیں گزر چکیں۔ اور یہ امید اب تک باقی ہے۔ انجیلوں کو غور سے پڑھو۔ تو تم کو معلوم ہوگا۔ کہ یسوع نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ اگر کوئی خیال بھی کرتا تھا۔ تو وہ اُس کی فوراً تردید کرتا تھا۔ اُس کی دعا خود ایسے خیال کی تردید کرتی ہے۔ اس کے ہر ایک لفظ سے ظاہر ہے کہ یہ ایک متقی انسان کی عاجزانہ عرض ہے۔ نہ یسوع کے شاگردوں نے کبھی ایسا خیال کیا۔ کہ یسوع کے دل میں خدائی کا خیال تھا۔ بلکہ یسوع نے ان کو یہاں تک منع کر دیا تھا۔ کہ وہ اُسے نیک بھی نہ کہیں۔ کہ یہ بھی خدا کی صفت ہے۔ یسوع کے مرنے کے بعد پولوس جس نے یسوع کو فرشتوں سے افضل قرار دیا۔ یسوع کے رتبہ کو خدا سے کم سمجھتا تھا۔ یہ واقعات کچھ واقعات و قصص کی بنا پر اور کچھ علم اور کچھ امید کی بنا پر آہستہ آہستہ بن گئے ہیں۔ معجزات جن کو ہم جہالت منجانب اللہ سمجھتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ وہ کسی دوسرے امر کو ثابت کریں۔ خود محتاج ثبوت ہیں البتہ ان سب معجزوں سے بڑھا ہوا خدا بنانے کی ترکیب ہے جس سے ناصرہ کا رہنے والا یسوع مقدس تثلیث کا دوسرا اقنوم خدا بن گیا۔ میرے نوجوان دوست میں تم کو اپنے اندرونی خیالات سے آگاہ کر رہا ہوں تم سمجھ جاؤ گے۔ کہ ایک ماہ یا ایک سال یا دس سال میں انسان انسان بن جائیگا۔ جس طرح کلیسیا نے ابتدائی زمانہ میں ایک انسان کو خدا بنا دیا۔ اسی طرح ہم انیسویں صدی کے لوگ خوشی سے اُس خدا کو انسان بنا دیں گے۔ اور اگلی صدی ان باتوں کو پورا ہوتے دیکھ لیگی"۔

متلاشی حق کا بیان ہے کہ یہ خلاف امید جواب ایک ایسے عالی آدمی سے میرے تمام عقائد کے لئے پیغام موت تھا۔ گو دل میں مجھے غصہ آیا۔ مگر اس کی معقول باتوں کا کوئی جواب میرے پاس نہ تھا"۔ ناظرین غور فرمائیں۔ کہ یہ رائے مندرجہ بالا ایک بڑے فاضل پادری کی ہے۔ جس نے صاف اقرار اس بات کا کیا ہے۔ کہ عیسیٰ انسان نہ تھا۔ نہ کبھی اس نے دعویٰ خدائی کیا نہ کبھی اس کے شاگردوں نے اُس کی نسبت ایسا خیال کیا۔ بلکہ عیسیٰ نے خود شاگردوں کو بیجا مبالغہ تعریف سے ممانعت کر دی نہ کوئی معجزہ اس سے ظاہر ہوا۔ الغرض عام طور پر ایسے ہی خیالات انصاف پسند عالم فاضل عیسائیوں کے پلے پڑ جاتے ہیں۔ گو بوجہ حالات زمانہ اظہار اُن کا وہ مناسب نہ سمجھتے ہوں۔ مگر دل میں سب سمجھتے ہیں۔ اور غالباً اسی صدی میں انسان جو پہلے خدا بنایا گیا تھا۔ اب پھر اُس کو انسان بنایا جائیگا۔ پس عیسائیوں کا سا شور و غل الوہیت مسیح کی نسبت محض بے بنیاد ہے۔ ع

پیراں نمی پرند۔ مریداں می پرانند

عثمانی شیخ الاسلام اور انگریزی حکومت

سر بمپفائیلڈ فلر سابق لفٹنٹ گورنر مشرقی بنگال و آسام نے حال میں بمقام قسطنطنیہ شیخ الاسلام سے ملاقات کی تھی اور اس کی کیفیت انہوں نے اخبار لنڈن ٹائمز میں اس طرح لکھی ہے۔

"قدرتی طور پر ہمارا مکالمہ ہندوستان کے مسلمانوں کی حالت سے شروع ہوا۔ ہز ہائی نس شیخ الاسلام نے سوال کیا۔ کہ ہندوستان کی دیگر جماعتوں کے مقابلہ میں تعلیم سائنس اور حرفت کی موجودہ ترقیوں سے فائدہ اٹھانے کی مستعدی میں وہاں کے مسلمانوں کا کیا حال ہے۔ میں نے کہا کہ "بدقسمتی سے وہ بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ مگر ان کو اب اپنی غلطی کا علم ہو گیا ہے۔ اور وہ مغربی علم و ادب سے اس سبب سے علیحدہ رہے تھے۔ کہ اس کا اثر اُن کے مذہب

- پر برابر پڑے گا۔ وہ موجودہ تعلیم کو اپنے رسم و رواج (جو ان کے مذہب کا جزو لاینفک ہو گیا ہے) کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اُن کے بچوں کی ابتدائی عمریں طوطے کی طرح قرآن شریف کو حفظ کرنے میں صرف ہوتی ہیں۔ مسلمانانِ ہند کے ایسے خیالات کی ہز ہائی نس نے نہایت زور سے تردید کی۔ اور کہا کہ موجودہ خیالات اور انکشافات عقائد مذہب اسلام کے منافی نہیں ہیں۔ اپنے قوت و شباب کے زمانہ میں اسلام نے علم و ادب میں مغرب کی استادی و رہبری کی تھی۔ اور اسلام کا ترقی کرنے سے رُک جانا اس کے مذہبی عقائد کا نتیجہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کا سبب وہ تعصب ہے جو اس کے رگ و پے میں سرایت کر گیا ہے۔ اُصول مذہب کے لحاظ سے کوئی وجہ نہیں ہے کہ اسلام ذہنی اور مادی ترقی کی صف میں وہی درجہ حاصل نہ کرے۔ جو ایک زمانہ میں اس کو حاصل تھا۔ اس کے بعد جدید ٹرکی دستور کا ذکر آیا۔ اور میں نے کہا کہ ترکوں کو انتخاب کا حق اپنے ہی تک محدود نہ رکھنا چاہئے بلکہ یونانیوں۔ ارمنیوں اور یہودیوں کو بھی اس کے مساوی حقوق دینے چاہئیں۔ تاکہ جدید ایوان اور گورنمنٹ محض اسلامی ایوان اور گورنمنٹ نہ رہے۔ بلکہ وہ عثمانی ایوان اور گورنمنٹ ہو۔ اور لوگوں کو کسی خاص مذہب یا جماعت کا خیال نہ رہے۔ بلکہ کل ملک کا خیال ہو۔ ہز ہائی نس نے مجھے بتایا کہ "جدید دستور تعلیم اسلام کے عین مطابق ہے۔ اسلام نے اپنی رعایا کے مختلف فرقوں کو بالکل مساوی حقوق عطا کئے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ کہ دستور سے ٹرکی کو بہت کچھ ترقی حاصل ہوگی۔ یہ دستور تمام مہذب اقوام کے اُصول نیابت کا نچوڑ ہے۔ اس پر ٹرکی کی آئندہ بہبودی کا انحصار ہے۔ اب تک مختلف سیاسی وجوہ سے ٹرکی کو دستور حاصل نہ ہو سکا۔ حبِ وطن اور اتحاد کے جذبے نے اب لوگوں کو گرما دیا ہے۔ جس سے ٹرکی کی نجات کی توقع ہو سکتی ہے۔ یہ امر روح اسلام کے ہرگز مخالف نہیں ہے۔ کہ مسلمان مجالس میں دیگر اہل کتاب کے ساتھ بیٹھیں۔ ایک بار رسول اللہ (صلعم) شہر سے دور کسی ریگستان میں وارد تھے۔ کہ وہاں کچھ جلیل القدر عیسائی سفراء حاضر ہوئے۔ اس وقت آپکے پاس بچھانے کے لئے کوئی فرش نہ تھا۔ آپ نے اُن عیسائیوں کیلئے اپنا جبہ مبارک اُتار کر بچھا دیا۔" آخر میں ہز ہائی نس نے کہا کہ "آزادی کے حاصل کرنے میں انگلستان نے ٹرکی کی بہت کچھ مدد کی ہے۔ سابق میں بھی انگلستان نے ٹرکی کی مدد کی تھی کیونکہ ہر دو حکومتوں کے فوائد متحد تھے۔ اور ٹرکی کو اپنے اس نئے دور میں بھی انگلستان سے اسی قسم کی توقع تھی اور ٹرکی انگلستان کی دوستی کی آرزو مند ہے۔" ہندوستان کے مسلمان جو قسطنطنیہ گئے ہیں۔ اُن میں سے اکثر کو ہز ہائی نس شیخ الاسلام سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے اور ہز ہائی نس نے اپنے ان ہم مذہبوں کو ہمیشہ یہی مشورہ دیا ہے کہ اُن کو ہندوستان میں جو آزادی حاصل ہے اس سے وہ فائدہ اُٹھانے کی کوشش کریں۔ اور اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے اسکول قائم کریں۔ اور برٹش حکومت کو نعمتوں سے تصور کریں۔ اور یہ کہ وہ مسلمان جو برٹش حکومت کے ماتحت ہیں۔ اس امر پر اپنے آپ کو مبارکباد دے سکتے ہیں۔ کہ اُنہوں نے ملک معظم ایڈورڈ ہفتم کے جھنڈے کی حمایت کی ہے۔"

آسٹریا نے بوسینیا میں کس طرح تہذیب پھیلائی ہے؟

مذکورہ بالا سوال کا جواب رسالہ فارٹنائٹلی ریویو میں ایک مضمون نگار نے یہ دیا ہے۔ کہ "آسٹریا نے بوسینیا میں بجائے "سولزیشن" (تہذیب) پھیلانے کے "سفلیزیشن" (امراض خبیثہ کی کثرت) کے اسباب بہم پہنچا کر اُس کی مٹی پلید کی ہے۔" اور یہی جواب ہر اُس شخص کو ملنا چاہئے۔ جو بوسینیا میں آسٹریا کی کارگزاری پر فخر کرے۔ مضمون نگار ایک انگریز ہے اور مقدونیہ میں عرصہ تک امدادی کام پر متعین رہ چکا ہے۔ اس نے ان میں وہ بوسینیا اور ہرزیگونیا میں جن کو آجکل آسٹریا نے اپنی قلمرو میں ملحق کیا ہے۔ اکثر جایا کرتا تھا۔ اس نے سلاو قوم کی بداخلاقی کا جو حال لکھا ہے۔ اس کو پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں آسٹرین اُن لوگوں کو ہمیشہ "غلیظ سور" کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ مسلمان ترکوں میں کیتھولک آسٹریوں سے بدرجہا زیادہ اخلاقی محسوسات تھے۔ سلاو صوبوں کی شورشوں کو موقوف کرنے کا آسٹریا نے صرف یہی ایک طریقہ دریافت کیا ہے کہ وہاں زناکاری کی کثرت کر دی ہے۔ باشندے آسٹریوں سے سخت متنفر ہیں۔ اور یہ نفرت اُس خوف سے بدرجہا زیادہ ہے جو اُن کے دل میں ترکوں کا سمایا ہوا تھا۔ مضمون نگار لکھتا ہے:-

"اندرون ملک میں سفر کرنے کی اجازت لینی پڑتی ہے۔ اور اجازت ملنے کے باوجود سیاح پر پولیس کی نہائت سخت نگرانی رہتی ہے۔ صرف اسی ایک بات سے میں سمجھ گیا تھا۔ کہ درحقیقت ملک میں کتنی ایسی باتیں ہیں۔ جن کو آسٹرین حکام اجنبیوں سے چھپانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ سیاحت سے ثابت ہو گیا۔ کہ بوسینیا صرف مثل چادر چڑھی ہوئی قبر کے ہے۔ جو باہر سے نہائت خوشنما ہوتی ہے۔ مگر اندر صرف بوسیدہ ہڈیاں ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ مجھے نہ صرف وہاں کے "دیوانہ محبان وطن" (یہ نام و لقب اہل آسٹریا کا عطا کردہ ہے) سے معلوم ہوئی۔ بلکہ خود آسٹریوں سے بھی۔"

آگے چل کر مضمون نگار نے لکھا ہے:-

"ملک پر اپنا اثر اور اقتدار جمانے کی پیش قدمی جس سے نہ صرف سلاو قوم کو نقصان پہنچے گا۔ بلکہ ٹرکی کو بھی ابھی تک جاری ہے۔ اور اس پر بھی اکتفا نہیں۔ کہ محض ملک کو قابو کیا جائے۔ بلکہ باشندگان بوسینیا اور ہرزیگونیا کی قومیت بھی چھینی جا رہی ہے۔ کیا باشندوں کی حالت کو ترقی دینے کے یہی معنی ہیں؟ ہرگز نہیں۔ بعض افسروں نے مجھ سے کہا۔ کہ "جب ہم اقتدار میں کچھ اور ترقی کر لیں گے۔ تو ہمیں حالات بہتر نظر آئیں گے۔ پچھلے دنوں ہم نے زیادہ رحم برتا تھا۔ آئندہ ہم ان لوگوں کو رہنے کے لئے دوسری جگہ دیں گے اور عمدہ اراضی میں ان سے بہتر آبادی کے لئے گنجائش نکالیں گے۔" ایک آسٹرین پولیس کمشنر نے اپنے علاقہ کے لوگوں کی نسبت مجھ سے خود کہا کہ "یہ لوگ نہائت بداخلاق ہیں۔ یہاں تم عورتیں بے تکلف خرید سکتے ہو۔" اس پر میں نے سوال کیا کہ "کیا یہ خرابی ترکوں کے زمانہ سے چلی آتی ہے؟" کمشنر مذکور میرے اس سوال سے ہنسا اور اس نے کہا "جب ہم یہاں آئے ہیں۔ تو ایک عورت بھی مول نہیں مل سکتی تھی۔ ہم نے ہی انہیں یہ پیشہ سکھایا ہے۔ یہ لوگ ایسے احمق تھے۔ کہ اتنا بھی نہیں جانتے تھے کہ عورتیں فروخت ہو سکتی ہیں یا نہیں۔ مگر ہم نے ان کو مہذب بنایا۔ اب ہماری حدود کے اندر ہر مقام پر جس عورت کو تم پسند کرو۔ خرید سکتے ہو کیا تم میری بات کا یقین نہیں کرتے؟ تم جو چاہتے ہو جس شوہر سے اُس کی بیوی

متشابہات

ملیین میں اختلاف مذہب کا ایک سبب یہ ہے۔ کہ کلام الہامی میں متشابہات بھی ہوا کرتے ہیں۔ اور متشابہات کو کوئی فرقہ محکمات میں شمار کرتا ہے اور کوئی قابل تاویل سمجھتا ہے۔ پھر تاویل کرنے والوں میں اختلاف واقع ہوا کرتا ہے۔

میرے استقرا میں اس وقت متشابہات تین قسم کے معلوم ہوتے ہیں۔ ولعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا

ایک قسم یہ کہ تجوز و اشتراک کے سبب سے کلام میں متشابہ ہو جاتا ہے کیونکہ کلام محاورہ کی پابندی ضرور ہے اور محاورہ مجاز و مشترک پر مشتمل ہوا کرتا ہے۔ مثلاً خدا اُن سب سے زبردست ہے اس میں زبردست کا لفظ متشابہ ہے۔ جو لوگ حقیقت پر محمول کرتے ہیں۔ انہیں خدا کا ہاتھ ماننا پڑتا ہے۔

دوسری قسم متشابہات کی یہ ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام کا خبر دینا بعض اوقات رویائے صادقہ کی بنا پر بھی ہوا کرتا ہے اور عالم رویا میں اکثر یہ ہے۔ کہ معانی مجسم ہو کر دکھائی دیتے ہیں مثلاً علم بصورت لبن نظر آتا ہے۔ اور حرب و کارزار بشکل نار معلوم ہوتی ہیں۔ یا دانت کا ٹوٹتے ہوئے دیکھنا کسی عزیز کی مفارقت ناگزیر کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ حضرت یوحنا جو انبیائے متبعین شریعت عیسویہ میں سے ہیں۔ اُن کی پیشگوئیاں جو رویائے یوحنا کے نام سے مشہور ہیں۔ اسی قبیل سے ہیں۔ اس قسم کے متشابہات اکثر تو سمجھ میں نہیں آتے اور جو کچھ سمجھ میں آتے ہیں۔ وہ حجت نہیں ہو سکتے کیونکہ احتمال سے استدلال قطعی نہیں ہو سکتا۔ مسلمانوں نے اپنے یہاں کے اس قسم کی روایات کو بغیر تعبیر و تاویل حجت گردانا ہے۔ اور معانی حقیقی پر محمول کیا ہے۔ مثلاً مچھلی کی پیٹھ پر گائے ہے۔ اور گائے کے سینگ پر کرۂ زمین۔ بعد تسلیم و توثیق بھی اس قسم کے اخبار کو معنی حقیقی پر لینا اپنے مذہب کو اہل علم کی نظر سے گرانا ہے اور معانی حقیقی کے انکار سے کچھ نہیں لازم آتا۔ کہ خواہ مخواہ کچھ نہ کچھ معنی گھڑ کر اس کا ماننا ہم کو ضرور ہے۔ یہ روایات ہمارے اُصول عقائد میں نہیں داخل ہیں۔ اگر ہم اس کی تاویل کچھ بھی کر لیں۔ تو وہ تاویل قابل استدلال نہیں ہو سکتی۔ مثلاً میرے خیال میں یہ آتا ہے۔ کہ گائے کے سینگوں سے قرنی الشمس مراد ہے۔ جو اصل میں شعاع آفتاب ہے۔ جس کا دوسرا نام حرارت آفتاب اور تیسرا نام کشش آفتاب ہے۔ جو زمین کو سنبھالے ہوئے ہے۔ اور جس مچھلی کی پشت پر یہ گائے ہے۔ وہ زمین کا ظل مخروطی ہے۔ جس کی دُم فلک زہرا تک گئی ہوئی ہے۔ اور زمین کی حرکت سالانہ کے ساتھ یہ مچھلی بھی دریائے اثیر میں ہر وقت سرگرم شنا ہے۔ اور کوئی پرچھائیں ایسی نہیں۔ جس کی پشت پر آفتاب نہ ہو۔ تو ظل ارض کی پشت پر ہر وقت آفتاب کا ہونا ایک واضح امر ہے۔ بظاہر یہ تاویل بہت ہی منطبق معلوم ہوتی ہے۔ لیکن یہ دعوی کون کر سکتا ہے۔ کہ اس کلام الہامی کا اگر الہامی ہونا مسلم ہو۔ تو قطعاً یہی مقصود ہے۔ غرضیکہ اس قسم کے متشابہات مسکوت عنہا اور غیر معمول بہا ہیں۔ ان کو معارف و عقائد اسلام میں کچھ دخل نہیں۔

تیسری قسم متشابہات کی یہ ہے۔ کہ حدیث و قرآن میں بعض مطالب ایسے ہیں۔ جن کے لئے دُنیا کی زبانوں میں الفاظ ہی نہیں وضع ہوئے۔ اور وہ معانی ما لا عین رأت ولا اذن سمعت کے تحت میں داخل ہیں۔ لامحالہ ان معانی کا بیان الفاظ متشابہ میں وارد ہوگا۔ مثلاً پیدائش اجسام کے قبل دھواں تھا۔ اس کی تفسیر امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کی ہے۔ کہ جب اجسام نہ تھے۔ تو اجزائے لایتجزی منتشر تھے اور آفتاب پیدا نہیں ہوا تھا۔ اس سبب سے وہ سب اجزا ظلمت میں تھے۔ انہیں اجزائے صغار مظلمہ کو حق تعالی نے دخان سے تعبیر کیا ہے تاکہ ہم لوگ اس حالت کو سمجھ سکیں۔ جس کے لئے ہماری زبان میں کوئی لفظ نہیں۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے۔ کہ آگ سے پہلے دھواں پیدا ہو گیا تھا۔ بعض اعلام صوفیہ نے غلمان و حور و انہار و قصور و اباریق و قواریر وغیرہ کو بھی اسی قسم کے متشابہات میں شمار کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ید اور وجہ اور استوا میں جس طرح تاویل ضرور ہے۔ اسی طرح ان الفاظ کا بھی ایک محمل ہے۔ غرضکہ قرآن جو وحی بحت ہے متشابہات سے خالی نہیں یعنی پہلی اور تیسری قسم متشابہات کی قرآن میں موجود ہے۔ اور ہونا چاہئے۔ کیونکہ انسانوں کی زبان علوم باری تعالی کے بیان کی گنجائش نہیں رکھتی۔ پھر ایسے اخبار و روایات جو خبر احاد اور احادیث واہیہ میں بحسب اسناد داخل ہیں۔ کب متشابہات سے خالی ہو سکتے ہیں۔ خصوصاً دوسری قسم کے متشابہات سے جو غیر معمول بہا ہیں۔ اور اسی قسم کی روایات متشابہ کو معنی حقیقی پر لینے سے مذہب اسلام پر علوم جدیدہ سے اشکالات وارد ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ علوم جدیدہ سے بے خبر ہیں۔ وہ جوش ایمان میں آکر ان علوم کی تکذیب کرتے ہیں۔ و انی لہم التناوش من مکان بعید

علی حیدر طباطبائی نظام کالج

ہسپتال کا چندہ

الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ہسپتال کے چندہ کی تحریک کی جا چکی ہے۔ ناصر وارڈ کے نام سے متاثر ہو کر حضرت میر صاحب نے نہایت رقت اور درد کے ساتھ مسجد مبارک میں کھڑے ہو کر تقریر کی۔ کہ اس وقت ہمارے سلسلہ میں ایک عظیم الشان مرد ہے اور ایک عظیم الشان عورت۔ مرد تو حضرت خلیفۃ المسیح ہیں۔ اور عورتوں میں حضرت ام المومنین۔ پس پہلے ان کے نام سے کوئی عمارت بنے۔ میں نے ارادہ کیا ہے۔ کہ مولوی صاحب کے نام سے ایک مسجد اور حضرت ام المومنین کے نام سے زنانہ ہسپتال بنایا جاوے۔ ان دونوں کے لئے دس ہزار کی ضرورت ہے۔ اور پانچ ہزار مردانہ ہسپتال کے لئے۔ گویا میں پندرہ ہزار جمع کرونگا۔ اگر میرے دوستوں اور احباب نے اس رقم کو جمع نہ کر دیا۔ تو پھر میں کہیں دور چلا جاؤنگا۔ اور مانگ کر اُس وقت تک واپس نہیں آؤنگا۔ جب تک یہ رقم پوری نہ ہو۔ غرض میر صاحب کی یہ تقریر نہایت موثر اور درد مند دل سے نکلی ہوئی تھی۔ اس لئے احباب جہاں پہلے پانچہزار کو مدنظر رکھکر چندہ دیتے اب پندرہ ہزار کو مدنظر رکھیں۔ یہ کام بہت ضروری اور صدقہ جاریہ ہے۔ اس لئے اس کی طرف پوری توجہ ہونی چاہئے۔ میر صاحب نے فی الحال قادیان اور اس کے نواح میں چندہ جمع کر رہے ہیں۔ اور ڈیڑھ ہزار سے زائد چندہ لکھا جا چکا ہے +

مذہبی دُنیا پر سرسری نظر

مذہبی لٹریچر کو ذلیل نہ کرو

اس وقت جیسا کہ پہلے سے مقتدر مذاہب کی اندرونی اور بیرونی جنگ ہو رہی ہے۔ ایک طرف ہر ایک مذہب کو اپنے اندرونی فرقوں سے دست و گریبان ہونا پڑا ہے۔ دوسری طرف بیرونی حملوں کی روک تھام اور خود اُن پر حملہ کرنا بھی اُن کا کام ہو رہا ہے۔ اس جنگ میں قلم و کاغذ کے ہتھیار استعمال کئے جا رہے ہیں۔ لیکن افسوس کے ساتھ ظاہر کیا جاتا ہے کہ ان ہتھیاروں کے استعمال میں اخلاق اور سنجیدگی کا بھی خون کر دیا گیا ہے۔ مذہب ہاں حقیقی مذہب تو متانت اور معقولیت کی تعلیم دیتا ہے۔ اور ادفع بالتی ھی احسن کا سبق دیتا ہے۔ مگر آج جو حالت اس مذہبی جنگ میں ہو رہی ہے وہ مذہبی لٹریچر کو ذلیل کرنے والی ہے قطع نظر اس سوال کے کہ اس میں کس کا قصور ہے۔ اس وقت ضرورت ہے۔ وہ سوسائٹیاں جو مذہب کے لئے جنگ کر رہی ہیں اپنی ذمہ واری کو سوچیں۔ اور بالاتفاق ایسے اصولوں پر اپنی جنگ کا انحصار کریں۔ جو کسی مفید اور موثر نتیجہ کا باعث ہو سکیں۔ یہ سوال ایسا ہے کہ تمام مذہبی اخبارات کے سامنے آ جانا چاہیئے۔ جو حق کی اشاعت کے خواستگار ہیں۔

مذہبی جنگ کی صورت بدل دینی چاہیئے

اس مقصد کے لئے موجودہ طرز جنگ کو بدلنا پڑیگا۔ اور جبکہ مادی دنیا کی لڑائیوں کی صورتیں بدلی جا رہی ہیں۔ تو کس قدر افسوس ہوگا اُن لوگوں پر جو مذہب کے لئے جنگ کر رہے ہیں۔ اگر وہ اصلاح نہ کریں۔ اس اصلاح کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ ورنہ ملک کے اخلاق۔ عادات اور اتحاد کو سخت نقصان پہونچنے کا احتمال ہے۔ مثلاً کسی شخص کے متعلق خود عقیدہ تراش کر منسوب کر دینا کیا اس سے افترا بازی اور دروغ بافی کو ترقی نہ ہوگی۔ ایک معقول اور متین امر کو ہزل اور تمسخر میں لے جانے سے کیا اخلاقی پستی پیدا نہ ہوگی۔ جس سے اصابت رائے اور غور و فکر کی قوتیں زائل ہو جائیں۔ پس اس طرز کو بدل دو۔ اور بیہودہ اعتراضات کے سلسلہ کو چھوڑ کر مذہب کی خوبیاں بیان کرنے کی طرف آ جاؤ۔ تو خود حقیقت کھل جاویگی کسی کو گالیاں دے لینے اور اعتراض جڑ دینے سے اپنی خوبی اور کمال ظاہر نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ایک دانشمند کے نزدیک شائد اس کی گالی اور اعتراض ہی اس سے بدظن کرنے کو کافی ہو۔ اس لئے کیا ہمیں امید کرنی چاہیئے۔ کہ وہ لوگ جو مذہب کے لئے جد و جہد کر رہے ہیں۔ متفق ہو کر یہ رزولیوشن پاس کریں۔ کہ وہ آئندہ کسی مذہب پر حملہ کرنے کے بجائے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرکے ان کا مقابلہ دوسرے مذہب سے چاہیں گے۔ اگر ایسا ہو سکے تو یہ بہت ہی مبارک راہ ہوگی۔ اگر اس ضرورت کو اخبار پرکاش۔ اندر۔ آریہ گزٹ۔ آریہ مسافر۔ ست دھرم پرچارک۔ پیسہ اخبار۔ اہل حدیث۔ انوار الاسلام۔ اہل الذکر۔ النجم۔ شیعہ۔ اصلاح۔ نور افشان۔ تجلی وغیرہ محسوس کریں اور اپنے اپنے پرچوں میں اس ضرورت کا اعلان کریں۔ تو ایک متفقہ کمیٹی ایسے اصولوں کو تجویز کر سکتی ہے۔ جو گویا موجودہ مناظرہ کو متانت۔ معقولیت کا رنگ دینے کے علاوہ موثر اور مفید بنا سکے۔ میں نے نیک نیتی سے اس امر کو ظاہر کیا ہے۔ اور میں اپنے معاصرین سے امید کرتا ہوں کہ وہ اس سوال کو اپنے اخبارات اور رسائل میں چھیڑینگے تاکہ اس سے کوئی مفید نتیجہ پیدا ہو۔

یا لیت قومی تعلمون

مسلمانوں میں اندرونی مذہبی اختلاف رحمت کی حد سے گزر کر لعنت کی شکل اختیار کر رہا ہے۔ یہ اختلاف رائے ہی تک رہتا تو چنداں مضر نہ تھا۔ مگر اب اس نے مخالفت اور عناد کی صورت اختیار کر لی ہے۔ اور ایسی بُری صورت اختیار کی ہے۔ کہ مسلمانوں کو تو اس کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ مگر غیر قومیں اس کو محسوس کر رہی ہیں حال میں بنگال کی صدر اسلامی انجمن کا ایک وفد ہز آنر سر ایڈورڈ بیکر لفٹننٹ گورنر بنگال کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو ہز آنر نے اس کے ایڈریس کے جواب میں بہت سی باتوں کے اثنا میں فرمایا:-

"مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنے چھوٹے چھوٹے اختلافات کو فراموش کر دیں۔"

یہ وہ نصیحت ہے۔ جو ایک غیر قوم کے ایک روشن خیال نے مسلمانوں کی ایک منتخب جماعت کو کی ہے۔ اس کا اثر کیا ہوگا؟ یہ میں نہیں بتا سکتا۔ اس کا پتہ واقعات سے لگے گا۔ مگر اتنا میں کہنا چاہتا ہوں۔ کہ یہ نصیحت نہائت ہی قابل قدر اور قابل عمل ہے۔ مسلمانوں کے گرنے کا ایک باعث یہ بھی ہے۔ کہ انہوں نے معمولی اختلافات کے دائرہ کو اتنا وسیع کر دیا ہے۔ کہ اب اُن کا ایک مرکز پر جمع ہونا ناممکن تو نہیں۔ مگر مشکل ضرور نظر آتا ہے۔ اگر اب بھی وہ لوگ جو قوم پر کسی ایک یا دوسرے پہلو سے اثر رکھتے ہیں۔ اس پھوٹ کے ثمرات کو محسوس کر سکیں۔ تو ایک مبارک نتیجہ پیدا ہو سکتا ہے۔ سر ایڈورڈ بیکر کی اس قیمتی نصیحت کا مسلمانوں کے اخبارات میں شور مچ جانا چاہیئے تھا۔ اور قومی مجالس اس کو عملی رنگ دینے کے لئے مناسب تجویز پر غور کرتیں مگر یہ صدا ایک ہال میں گونج کر رہ گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مسلمانوں کے مقتدر اخبارات اس سوال پر غور کریں۔ اور مسلمانوں کو اس رائے سے فائدہ اٹھانے کی صلاح دیں۔

پارلیمنٹ مذاہب

کلکتہ میں چھوٹے پیمانہ پر ایک پارلیمنٹ مذاہب منعقد ہونے والی ہے۔ جس کا پریسیڈنٹ ہونا مہاراجہ صاحب دربھنگہ نے منظور کیا ہے۔ مسٹر سرودا چرن متر سابق جج کلکتہ ہائیکورٹ اس تجویز کے سرگرم حامی ہیں۔ اور دیگر ذی اثر اور سربرآوردہ اصحاب بھی اس میں گہری دلچسپی لے رہے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ اس کی تاریخ انعقاد کا اعلان ۲۰۔ جنوری کے بعد ہوگا۔ یہ پارلیمنٹ مذاہب ابھی تک ہمیں معلوم نہیں ہوا۔ کس طرز پر ہوگی۔ اور کیا مضمون رکھا گیا ہے۔ جس پر لوگ تقریریں کریں گے۔ بہرحال اب وقت آگیا ہے۔ کہ ایک باقاعدہ مذہبی کانفرنس کی بنیاد رکھدی جاوے۔ میں نے سال گذشتہ میں اس تحریک کو چھیڑا تھا۔ مگر میں بعد میں خاموش ہو گیا۔